قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۵

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی جملہ خط و کتابت منیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو۔

چندہ ممالک غیر سے پانچروپیہ

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

جلد ۱ ۔ ۵ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ بروز بدھ نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

ایوان خلافت حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ یوں تو اپنے معمولی مشاغل جاری رکھتے ہیں۔ حتےٰ کہ درس قرآن مجید کیلئے اکثر مسجد اقصیٰ میں بھی عصر کے وقت تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر فرماتے ہیں۔ درد پشت ہوتا رہتا ہے کسی وقت بڑھ جاتا ہے اور آپ کھڑے کھڑے بیٹھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپکو شفاء عاجلہ و کاملہ دے۔ تمام جماعت احمدیہ پورے جوش و خلوص کے ساتھ دعا کرے۔

آپ نے دو تین بار فرمایا۔ کہ تم خود ہی بتاؤ۔ میں تمہیں کس طریق سے سمجھاؤں۔ کہ تمہارے اعمال کتاب و سنت کے مطابق ہو جائیں اس پر درد فقرے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کو ہماری اصلاح کا کہاں تک خیال ہے۔ آپ جمعرات ۳۰ اکتوبر کو دار العلوم میں تانگہ پر تشریف لیگئے پہلے مولوی شیر علی صاحب کے مکان کی بنیاد رکھی جو انہیں خود اپنے دست مبارک سے اور تیسری صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ سے۔ پھر مدرسہ و دار المقام کی عمارت کا ملاحظہ فرمایا۔ لڑکوں کے بہت سے کھیل دیکھے۔ اور فرمایا کرکٹ کیوں نہیں کھیلتے ہم اس میں روپیہ دینگے۔

اہل بیت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب گوجرانوالہ سے واپس آتے ہوئے لاہور میں قیام فرمایا۔ اور وہاں مستری موسیٰ اینڈ سنز کی دوکان کی بنیاد رکھی۔ گوجرانوالہ میں آپ کی۔ حافظ روشن علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کی خوب تقریریں ہوئیں۔ ایک پادری بول اٹھا۔ کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ یہ قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ مفتی صاحب نے جواب دیا۔ کہ دوسرے انبیاء کی قبروں کا حال بھی قرآن مجید میں نہیں ہے۔ دوم قرآن مجید تورات کیطرح نہیں۔ کہ بعد میں موسےٰ کی قبر کے ذکر کیطرح کوئی کچھ ملادے۔ سوم اسکا ذکر ہے۔ واوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین۔ خاموش رہ گیا۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنی سٹڈی بی اے مکمل کرنے کے لئے لاہور رہا کرینگے آپکے اہل و عیال پشاور گئے ہیں۔ صاحبزادہ شریف احمد صاحب کو اس ہفتہ بخار کی شکایت رہی۔ **ورود مسعود۔** مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہوی ۳ نومبر ۱۹۱۳ء ظہر کیوقت تشریف لائے۔

واعظین۔ مولوی صدر الدین صاحب اٹاوہ جلسہ اسلامیہ پر گئے ہوئے ہیں آجکل واپس آنیوالے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد سرور شاہ صاحب لکھنؤ تشریف لے گئے ہیں۔

عید اضحیٰ۔ جمعہ کے روز شام کو چاند نظر آگیا ہے عید سوموار کو ہوگی

ڈاک ولائیت منشی فرزند علی صاحب انصار اللہ کی خیریت کا خط مدینہ منورہ سے آیا ہے اب تو وہ مکہ آچکے ہونگے۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب شاہ ولی اللہ صاحب بھی اپنی تبلیغی کوششوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ان کی تعلیم کا بندوبست قابل اطمینان ہو گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنی تازہ تصویر جو ۱۰ اکتوبر کو کھچوائی ہے بھیجی ہے آپکی ریش مسنون صاف نظر آرہی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ مسیح پادری تو کھلونے بناتا تھا۔ اور مسیح احمد نے مجھے مجسم مشین بنا دیا چوہدری فتح محمد صاحب اپنی آنکھوں کیوجہ سے ایک سمندری مقام پر گئے ہیں

آمد محاسب لنگر ... اشاعت اسلام ... مدرسہ احمدیہ ...

آمد مہمانان اس ہفتہ کم و بیش ۵۰ مہمان آئے۔ لنگر میں سوا یا ڈیڑھ سو آدمی کا کھانا دونو وقت ملا کر پکتا ہے۔ مولوی نجم الدین شادی لوال میاں عبد الرحیم صاحب (پٹیالہ) سے آٹھ آدمیوں کے ساتھ۔ سب انسپکٹر غلام محی الدین صاحب فیروز پور۔ گلاب

باہتمام میرزا عبد الغفور بیگ صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر کیلئے شائع ہوا۔

برقی خبریں

معاملات بلقان

انخلائے البانیا (بلغراد ۲۶ر اکتوبر) سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ تمام سربی سپاہ البانیا کو خالی کر کے واپس آگئی ہے۔

ٹرکی و یونان کے نامہ و پیام (ایتھنز) ترکی وکلاء صلح کو باب عالی کی طرف سے ابھی اس بارہ میں کوئی ہدایات نہیں پہنچی ہیں۔ کہ اوقات کے متعلق کیا سمجھوتہ ہوا۔ اسطرح صلح کی تکمیل میں ابھی کم سے کم دو ہفتے اور لگ جائیں گے۔

برطانیہ و ٹرکی (قسطنطنیہ ۳۱ر اکتوبر) سر لوئیس مالٹ جدید برٹش سفیر نے اسناد پیش کرتے ہوئے سلطان المعظم کو ملک معظم جارج پنجم کی سچی دوستی اور ناقابل تغیر بہی خواہی کا یقین دلایا۔ سلطان المعظم نے جواب کہا کہ گریٹ برٹن و ٹرکی میں دوستی و اتحاد کو تازہ نامہ و پیام و قرار داد سے مزید تقویت و استحکام نصیب ہوا ہے۔

مسلم لیگ سے سید امیر علی کا استعفا۔ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر و رائٹ آنریبل مسٹر سید امیر علی بالقابہم نے بالترتیب آل انڈیا و لنڈن مسلم لیگ کی صدارتوں سے استعفا دیدیا۔ وجہ یہ ہے کہ مسٹر امیر علی نے ایک جلسۂ ضیافت میں جو مسٹر محمد علی کے اعزاز میں دیجانے کی تجویز تھی۔ بدیں وجہ شریک نہ ہونا چاہا۔ کہ اس میں پولٹیکل تقریریں کی جاتی ہیں جن کے بعض حصوں سے شاید وہ اتفاق نہ کریں۔ اس پر مسٹر وزیر حسن نے انکو ایک سخت چٹھی لکھی۔ اور جواب الجواب میں اور بھی ناعاقبت اندیشانہ خیالات ظاہر کئے۔ جنکو برداشت نہ کرسکے ہر دو لیڈران مستعفی ہو گئے۔

ہندوستان کی خبریں

ہز ہائینس مہاراجہ و مہارانی کوچ بہار ۲ر نومبر کلکتہ پہنچے۔ **پنجاب یونیورسٹی** کا جلسہ عطائے اسناد ۲۳ر دسمبر کو منعقد ہوگا۔ اسناد حاصل کرنے والے طلباء ۲۲ر دسمبر کو یونیورسٹی ہال میں حاضر ہو کر ہدایات حاصل کریں۔ **بمبئی میں ایک کھانڈ کے سوداگر** نے دیوالہ نکالا۔ مقروض ۳ لاکھ کا ایک مارواڑی فرم نے دیوالہ نکالا۔ ایک کروڑ قرض۔ مسٹر گوردہن داس اور ہرجی کی فرموں کو تین لاکھ خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ مسٹر شیخ عبد الرحمٰن بمبئی کے معتبر سوداگر کو عدالت نے دیوالیہ قرار دیا۔ کروڑ قرض۔ **ہندوستان بنک** لمیٹڈ کو پیپلز بنک کے نقش قدم پر از سر نو قائم کرنے کی تجویز پاس کی گئی ہے **نواب صاحب** مالیر کوٹلہ نے انسداد تمباکو کا قانون اپنی ریاست کے لئے جاری فرمایا ہے۔ جالندھر میں رونڈل شیو دیال نامی مشہور ساہوکارہ کی کوٹھی نے دیوالہ نکالیا۔ **پنجاب یونیورسٹی** کے پولٹیکل سائینس لکچر ہر جمعہ کو ۶½ بجے شام کے فورمن کرسچین کالج لاہور میں ہوا کریں گے۔ طلباء بی۔ اے (آنرز) کی ان میں حاضری اختیاری ہوگی۔ مگر ایم۔ اے والوں کو لازمی۔ میسور میں ابتدائی تعلیم کے جدید ضابطہ کی مہاراجہ صاحب نے منظوری دیدی۔ اب وہاں یہ تعلیم مفت اور لازمی ہوگی۔ صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم و شیخ عمر دین صاحب ایم۔ اے انسپکٹر مدارس صوبہ ہذا کی طرف سے صیغہ تعلیم کی تحقیقات کے متعلق سروس کمیشن کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔ لاہور **بنک کے** کاغذ گودام میں ۳۱ر اکتوبر کی رات کو آگ لگ گئی۔ اگلے روز دوپہر کے بعد تک بھی نہ بجھائی جا سکی۔ گودام میں ہزارہا روپیہ کا کاغذ بھرا ہوا تھا۔ **پنجاب کے برٹش اضلاع** میں ۳ لاکھ پانچ ہزار آٹھ سو ایکڑ اراضی میں روئی بوئی گئی ہے۔ ٹرانکور کے عیسائی باشندے جدید ٹیکسوں کے خلاف جوش ظاہر کر رہے ہیں۔ **اڑیسہ کے** میڈیکل سکول کے ۱۵۰ طلباء نے مدرسہ میں جانا بند کر دیا۔ وجہ یہ کہ کسی متعلم نے شکائت کی کہ فلاں طالب علم نے میری ہتک کی ہے۔ اور اس ہتک کے اسے نکال دیا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے اپنا حکم بدل دیا بصرف ۳ ماہ معطل کیا۔ اس پر لڑکے آ گئے۔ **انڈین جنرل سٹیم نیویگیشن کا** ایک جہاز کلکتہ سے مال لاد کر ڈھاکہ جا رہا تھا سندربن کے پاس غرق ہو گیا۔ نقصان سخت ہوا **ضلع ملایار** میں سخت پانی برسا۔ **دوسہرہ** کے موقعہ پر سکیت میں جو بکرے و بھینسے بلدان ہوتے تھے۔ مہاراجہ نے وہ رسم موقوف کر دی۔

دیگر خبریں

کابل میں جو زندان سیاہ چاہ تھے۔ وہ امیر نے منسوخ کئے اور ان کی بجائے قید کا حکم دیا۔ **برٹش کولمبیا** میں کان کنوں نے پچھلے دنوں جو فساد کیا تھا۔ اس کی پاداش میں ۵ شخصوں کو دو دو سال کی سزا ہوئی ہے۔ ۳۳ کو ایک ایک سال اور ۲۰ پونڈ جرمانہ۔ ۱۰ کو ۳ ماہ قید اور ۱۰ پونڈ جرمانہ باقی ملزم ابھی حراست میں رہیں گے۔ ان کی تحقیقات دسمبر میں کی جائیگی۔ اور حادثہ ڈاسن واقع نیو میکسیکو میں کوئلہ کی ایک کان اڑ گئی۔ ۲۸۴ آدمی زندہ درگور ہو گئے تھے۔ ۶ کی لاشیں ملبہ میں سے نکالی گئیں اور کل ۲۲ جانبر ہو سکے۔ **اسوقت لنڈن** میں روپیہ کی بڑی کمی ہے۔ بنک آف انگلینڈ کا نرخ بڑھ رہا ہے۔ سونا ممالک غیر میں چلا جا رہا ہے۔ نیز چین۔ ایران ٹرکی اور بلقان میں روپیہ کی بڑی ضرورت ہے۔ اور اگر انہیں لنڈن کے بازار سے قرضہ ملا۔ تو پھر وہ پیرس۔ برلن اور نیویارک کے بازاروں پر دھاوا بولیں گے جس سے یورپ کا نرخ اور بھی بڑھ جائیگا۔ غرضیکہ موجودہ حالت سے اندیشہ ہو رہا ہے۔ اور آسٹریا کے ساتھ یورپ بھی مالی تشویش سے نہیں بچا۔ (لنڈن ۳ر اکتوبر) **مرحوم شہنشاہ ایڈورڈ کی سوانحعمری** کی نسبت تجویز ہے۔ کہ لارڈ روزبری تالیف کریں۔ ڈبلن ۳ر اکتوبر **مالکان جہاز کونسل** نے یہ بات پیش کی۔ کہ اگر سبھی ہڑتال کنندے فوراً کام پر آ جائیں۔ تو انہیں کوئی سزا نہیں دیجائیگی۔ ہندیوں نے بد کلامی کے ساتھ اس سے انکار کر دیا جس پر مالکوں نے راشن بند کر دینے کا فیصلہ کیا۔ جو اب تک ہڑتالیوں کو دیا جا رہا تھا۔ اور یہ کہ دھمکیاں دینے والے گرفتار کئے جائیں۔ **نیوزیلینڈ کی شورش۔** آج ڈیلنگٹن میں بلوہ ہو گیا۔ جس میں کچھ ہڑتالی و پولیسمین زخمی ہوئے۔ صدہا شہریوں سے بطور خاص کانسٹیبلوں کے کام لیا جا رہا ہے۔ جہازوں کی روانگی بند ہے۔ مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ ولائیت میں کوشش کر رہے ہیں۔ کہ صاحب وزیر ہند کی خدمت میں انڈین پریس ایکٹ کی ترمیم کے لئے استدعا کرنے کو ایک ڈیپوٹیشن تیار کریں۔ **قاہرہ میں** اسلامی مسائل کا مطالعہ کرنے کیلئے جو درسگاہ بننے والی ہے۔ اسکا خرچ شاید مصر و ہندوستان دونوں پر پڑے گا۔ **سر میو بارنس** بعض خانگی وجوہ کے سبب انڈیا کونسل سے مستعفی ہو گئے **قلمروئے جرمنی** کے کوئلہ کے بادشاہ کی دختر کا حال میں اعلان شادی ہوا ہے۔ جو ۲½ کروڑ روپیہ کی وارث ہے مسٹر ایسکوئتھ نے اپنی سپیچ میں ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ سپاہ کو مامور کریں گے۔ کہ السٹر والوں کو نشانہ بندوق بنائیں۔ میں بھی اس کے ساتھ وہاں پر موجود ہوں گا۔ اگر مسودہ ہوم رول پاس ہو گیا تو ایک لاکھ آدمی بزور اسلحہ اس کے اندفاع کے لئے موجود ہوں گے **ایشیائی قانون جاری ہونے کو ہے۔** جس کی رو سے ہر ایک ایشیائی باشندہ کو ایک پونڈ سالانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور نو واردوں کو تین سال تک ۵ پونڈ سالانہ۔ بعد ازاں وہی ایک پونڈ سالانہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - بروز بدھ - مورخہ ۵ نومبر ۱۹۱۳ء

گائے کی قربانی

نہائیت افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمان اپنے درد کے علاج اور دکھ کی دوا کرنے کی طرف جسقدر متوجہ ہو رہے ہیں۔ اتنا ہی اپنے لئے سامان ہلاکت جمع کر رہے ہیں۔ ہمارا ایک نسخہ جو تجویز کیا جا رہا ہے وہ مرض ادبار کو اور بڑھانیوالا ہے۔ اور صحت کے لئے نقصان دہ ہے پھر علاج ہو تو کیونکر

چند دنوں سے تمام ملک میں صلح صلح کا شور بپا ہے ہندو تو خیر نہائیت متانت اور آہستگی سے اس صلح کے منعقد ہونیکی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہر ایک معاملہ پر کامل غور اور فکر کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان جو پچھلے دنوں چند مکروہ واقعات کیوجہ سے بہت ہی گھبرا گئے ہیں۔ ابنائے وطن کے ساتھ صلح کرنے پر ایسے تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ جسقدر جلد سے جلد ہو سکے۔ وہ ایک ایسا فیصلہ کر لینا چاہتے ہیں۔ جس سے آئندہ کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح ہو جائے۔ اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہر معاملہ میں گہری ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں۔ اور ایک دوسرے کی تکالیف میں ہاتھ بٹائیں +

صلح کا خیال بذات خود تو نہائیت عمدہ اور پاکیزہ ہے جسکی نسبت اعتراض کرنیکا کسی کو حق نہیں۔ اور خصوصاً مسلمان جنکے مذہب میں صلح کو نہائیت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ اپنے مذہبی فرائض سے مجبور ہیں۔ کہ دنیا میں صلح کے قائم رکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔ مگر ہمیں اس صلح پر یہ اعتراض ہے۔ کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے ایسے طریق اختیار کئے جا رہے ہیں۔ جو قطعاً پسندیدہ نہیں کہلا سکتے۔ اور اگر کوئی عقلمند انسان چند منٹ کیلئے بھی ان کی اصلیت پر غور کرے۔ تو اسے ماننا پڑیگا۔ کہ یہ صلح جنگ سے بدتر ہے اور یہ فتح شکست سے ذلیل تر۔

دنیا کے تمام مذاہب پر اسلام کو یہ فوقیت ہے۔ کہ اس میں دین کو دنیا پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اور کسی ایسی حرکت کو جس سے دین کے کسی حکم کی ہتک ہوتی ہو۔ یا مذہب میں دست اندازی مطلوب ہو۔ نہائیت مکروہ خیال کیا گیا ہے۔ غرض کہ عسر و یسر تنگی و ترشی ہر حالت میں انسان کو اسلام نصیحت کرتا ہے۔ کہ اپنی ہر ایک خواہش مدعا کو دین کیلئے قربان کر دے۔ اور اگر کسی موقعہ پر دنیا کے مفاد اور دین کی حکمتیں مخالف پڑ جائیں۔ تو وہ دنیا پر لات مار کر دین کی حکمتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ پس اگر یہ صلح کسی ایسے احسن طریق سے کیجائے۔ کہ جس سے دین کو نقصان نہ پہنچے۔ تو وہ قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ صلح کے انعقاد کیلئے جو تجویز اسوقت بڑے زور سے پیش کیجا رہی ہے۔ وہ گاؤکشی کا ترک ہے۔

ہم نے مانا کہ صلح ایک عمدہ چیز ہے۔ ہم نے مانا کہ اتفاق ایک بڑی نعمت ہے۔ ہم نے مانا کہ یگانگت ایک بڑی رحمت ہے۔ ہم نے مانا۔ کہ محبت ایک خوبی ہے۔ پھر ہم نے یہ بھی مانا۔ کہ دشمن بنانے سے دوست بنانا بہت زیادہ مشکل ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے ماننے ہوئے ہم یہ بات کسیطرح نہیں مان سکتے۔ کہ صلح یا یگانگت کے حاصل کرنے کیلئے ہم کوئی ایسا طریق اختیار کریں جس میں کسی طرح بھی مذہبی دست اندازی ہوتی ہو۔ اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اپنی ہمسایہ قوموں سے صلح کرنیکیلئے ہم ان احکام کا خیال چھوڑ دیں جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں دئے ہیں۔ اور اگر ہم ایسا کریں۔ تو گویا ماننا پڑیگا کہ ہم نعوذ باللہ اپنے پاک مذہب کو لغو اور فضول سمجھتے ہیں۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ کچھ دنوں سے چند مذہب سے بیخبر مسلمانوں نے اس بات پر زور دینا شروع کیا ہے۔ کہ چونکہ صلح ایک اعلےٰ درجہ کی خوبی ہے۔ اس لئے ہندوؤں سے صلح کرنے کیلئے ہم گاؤکشی بالکل چھوڑ دیں۔ اور گائے کے گوشت کو اپنے پر حرام کر لیں۔ اور اس طرح ہندوؤں کی محبت حاصل کر کے یگانگت اور ایکے کے ثمرات سے متمتع ہو کر ہندوستان کی ترقی میں لگ جائیں۔ اور اس خیال پر اسقدر زور دینا شروع کیا ہے۔ کہ خود ساختہ اور موضوع احادیث سے فائدہ اٹھا کر کوشش کیجا رہی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی گاؤکشی کو ناپسند کیا ہے اور آپکی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کہ لحمہا داء ولبنہا شفاء گائے کا گوشت بیماری پیدا کرتا ہے۔ اور اس کا دودھ شفا ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ رسول کریمؐ نے اس کے گوشت کھانے کو ناپسند کیا ہے۔ اور دودھ کی تعریف فرمائی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس حدیث کا صحیح احادیث میں کہیں پتہ نہیں۔ بلکہ یہ بالکل موضوع حدیث ہے۔ اگر کسی کتاب میں ہے اور زیادہ سے زیادہ بعض گائے کے پجاریوں کا ایک خیال ہے۔ نہ کہ آنحضرت صلعم کا قول۔ مگر اس موضوع حدیث کو لے کر عام پبلک کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ ہندوؤں سے صلح کرنیکی خاطر گائے کی قربانی چھوڑ دیں۔

ہندوؤں سے صلح ایک دنیاوی امر ہے۔ اور اگر اس کے لئے کوئی دنیاوی قربانی کیجاتی تو ہمیں ضرر نہ ہوتا۔ لیکن اس دنیاوی موہوم فائدہ کے حاصل کرنے کیلئے شریعت کی ایک اجازت کو ترک کر دینا کسیطرح جائز نہیں ہو سکتا۔

کیا جو لوگ اس دنیاوی فائدہ کے لئے گاؤکشی کے ترک پر زور دے رہے ہیں۔ انہیں یہ آئیت یاد نہیں۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اے نبی جو کچھ خدا تعالےٰ نے تجھ پر حلال کیا ہے۔ اُسے تو کیوں حرام کرتا ہے۔ تو اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہتا ہے۔ اور اللہ تو بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنی بعض بیویوں کی وجہ سے جنہوں نے شکائیت کی تھی۔ کہ جو شہد آپ نے استعمال کیا ہے اس سے بو آتی ہے۔ عہد کر لیا تھا۔ کہ جب انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ تو کیا ضرورت ہے کہ شہد کا استعمال کریں۔ آئندہ سے شہد کھانا ترک کر دیتے ہیں اس پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اپنی بیویوں کی رضا کے لئے خدا تعالےٰ کی حلال کردہ شئے کو اپنے پر حرام کیونکر کر سکتے ہو۔ جو خدا تعالےٰ نے حلال کیا ہے وہ حلال ہی ہے۔ اس کا استعمال کسی انسان کے خوش کرنے کیلئے نہیں چھوڑا جا سکتا۔

اس آئیت سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس بات سے روکتا ہے۔ کہ کوئی انسان کسی دوسرے کو خوش کرنے کیلئے کسی حلال چیز کے استعمال کو ترک کر دے۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ گائے کے استعمال کو مسلمان ہندوؤں کی خوشی اور مرضی کیلئے چھوڑ دیں۔ دین کے معاملہ میں کسی دنیاوی صلح یا یگانگت کی کیا حقیقت ہے کہ جب مسلمانوں کو اس بات کی اجازت ہی نہیں کہ وہ کسی حلال چیز کو دنیا کیلئے اپنے پر حرام کر دیں۔ تو اب ان کا صلح کیلئے اس بنیاد کو کھڑا کرنا سرے سے ہی غلط ہے میں اس موقعہ پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ آنحضرتؐ کا گائے کی قربانی کو ناپسند کرنا تو الگ رہا۔ آپ نے اپنی بیویوں کیلئے گائے کی قربانی کی بھی ہے اور اگر آپ گائے کی قربانی کو ناپسند کرتے۔ تو اپنی بیویوں کی طرف سے کیوں قربانی کرتے۔

پس ایک حلال اور طیب چیز کو ایک ہمسایہ قوم کے لئے ترک کر دینا جبکہ اسکے رواج میں شرک کی بیخکنی ہوتی ہے۔ اور ایک جھوٹے معبود کی حقیقت آشکارا ہوتی ہے۔ ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا

اس موقعہ پر بھی یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ حضرت صاحب نے پیغام صلح میں جو وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر ہندو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر لیں۔ تو ہم بھی ان کی خاطر گائے کا استعمال ترک کر دینگے۔ تو یہ آجکل کے شور کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اس معاہدہ میں بہت سی شرائط کے ساتھ اس کو وابستہ کیا ہے اور وہ شرائط دنیاوی نہیں بلکہ دینی ہیں پس ایک عظیم الشان دینی فتح کے حصول کیلئے اگر ایک جائز چیز کا استعمال کیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں اس صلح کی غرض ہندوؤں سے صلح دتھی۔ بلکہ انہیں اسلام کے قریب لانا مقصود تھا۔

پھر ایک اور بھی بات ہے۔ کہ جب اہل ہنود پیغام صلح کو قبول کر لیتے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کر لیتے۔ تو پھر ان کیلئے اسلام کے قبول کرنے میں مشکل ہی

الاخبار والآراء

مشنریوں کی چالاکیاں

یسوعی مذہب کا منادی مسیحی تہذیب کا مبشر اگرچہ اس بات کا اظہار نکرے۔ تاہم اس کا طرز عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے پرانے عقیدے پر قائم ہے۔ اور گرجے کی عزت کے لئے وہ ہر ایک بات کرنے پر آمادہ ہے"۔ اور جس مذہب کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ محبت و آشتی کا مذہب ہے۔ اور اس کی اشاعت پرامن طریقوں سے ہو رہی ہے کوئی جبر و اکراہ عمل میں نہیں لایا جاتا۔ اس کی ترویج کے لئے گذشتہ ہولناک واقعات سے قطع نظر ہمارے اپنے سامنے وہ وہ مکروہ طریقے... استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جنکا تصور سوائے مسیحی دماغ کے اور جگہ نہیں مل سکتا۔ مسیحی محبت کا نمونہ جنگ بلقان کے صلیبی شمشیر زن تھے جنہوں نے ۲۰۰ مسلم خاندانوں کو جبراً عیسائی بنایا۔ اور انکار کرنے والوں کو مسیح کے نام پر قتل کر دیا۔ مسیحی اخلاق اور پرامن طریقوں کا علم ذیل کے واقعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس تہذیب و تمدن کے چہرے پر سے نقاب اٹھ جاتا ہے۔ جسکا ادعا مسیحی مشنری بڑے فخر سے کیا کرتا ہے۔ پیسہ اخبار کا ایک نامہ نگار کرنال سے لکھتا ہے کہ چند روز ہوئے ایک مصیبت زدہ لڑکی زنانہ ہسپتال کرنال سے بڑی پریشانی اور خود رفتگی کے عالم میں نکل آئی۔ اسکا نام تاج النساء ہے۔ وہ بیان کرتی ہے۔ کہ میں سید عبدالرحمن ساکن ترمیل گسٹری مدراس کی بیٹی ہوں۔ بنگلور میں سید یعقوب خیاط سے بیاہی تھی ایک مشنری لیڈی ڈاکٹر نے عرصہ پانچسال کا ہوا مجھ کو گھر سے نکال لیا۔ اور باوجود میرے عزیز و اقارب کی کوششوں کے میرا کوئی سراغ نہ لگنے دیا۔ چونکہ میں ابھی تک اپنے اصلی اعتقاد پر قائم ہوں۔ لہذا مجھے طرح طرح کی اذیتیں دیگئیں۔ یہ لڑکی اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ہاں موجود ہے جو صاحب اسکے والدین کا پتہ لگا سکیں۔ وہ عبداللہ خاں وکیل کرنال کو اطلاع دیں۔ یہ ہیں مسیحی مذہب کی اشاعت کے طریقے اور اعتراض ان پر جنکی تعلیم ہے۔ لا اکراہ فی الدین +

چین کی جگہ فرانس

مشرق بعیدہ کا جوئی والامنگولین سول کے تجربہ کے بعد مسکرات خصوصاً افیون سے نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اس کی حکومت اپنی رعایا کو اس عادت بد سے نجات دلانے کیلئے جد و جہد میں مصروف ہے لیکن مغربی آئین پیرس کا گورا فرنگی پیکن کے زرد مشوں کی جگہ لے رہا ہے۔ فرانس میں مسکرات کے کثرت استعمال کوکین۔ ایتھر اور افیم کے زیادہ مقدار میں کہا جانیسے اکثر اموات کا وقوع میں آجانا موجب سنسنی ہو رہا ہے۔ یہ برائی چند بداخلاق لوگوں تک محدود نہیں۔ بلکہ طلباء اور بحری سپاہی بھی اس میں آلودہ ہیں۔ ایک عورت پیرس کے نواح میں ایتھر کے زیادہ مقدار میں کہا جانیسے مر گئی۔ پولیس نے موت کے اسباب کی تحقیقات شروع کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جس مکان میں حادثہ واقع ہوا ہے۔ وہ ایک باقاعدہ افیم پینے کی جگہ ہے۔ اور مرنے والی عورت ایک مشہور ایکٹرس تھی۔ جسکے آشناؤں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ تعزیت کیلئے آنیوالوں میں بہت سے اجنبی فرانسیسی ہوا باز۔ باحیثیت لوگ اور مالدار نوجوان تھے۔ یہ عورت کوکین اور ایتھر کے علاوہ افیم کہاتی اور عنقریب حمل بھی کیا کرتی تھی۔ اس کی ماں کو بھی ایسی ہی عادت ہے۔ پولیس نے تین عورتوں کو گرفتار کر کے چالان کیا کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا جس میں کسی طالب علم یا معزز آدمی کی موت مذکورہ بالا سبب سے واقعہ نہ ہوتی ہو۔ ایک مشہور بیرونٹ صاحب کا یکم اکتوبر کو ایتھر کے زیادہ کہا جانیسے آناً فاناً پیرس میں کام تمام ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اگر ہم کہیں کہ چین کی جگہ فرانس لے گا۔ تو کیا بے جا ہے +

ایک دل آزار اشتہار

ہم جانتے ہیں۔ کہ کسی زمینی انسان کی کشش قلم یا کسی دنیادار کی شمشیر زبان آسمانی سلسلوں کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ بلکہ آسمان کے آدمیوں کی جسقدر مخالفت ہوتی ہے۔ اسیقدر آسمان اپنوں کے قریب اور بیگانوں سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ان پر ابر رحمت اور ان پر برق قہر کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ الغرض جو شخص ناموس الٰہی سے عناد اختیار کرتا ہے۔ وہ اپنی ہستی کے شجر کی جڑیں اپنے ہاتھ سے کلہاڑی رکھتا ہے۔ اسے مناسب ہے کہ عقاب سے پہلے خبردار ہو کر اصلاح کرے۔ ہم نے خیال کیا تھا۔ اور خیال کیوں نہ کرتے ہمارے اپنے بھائیوں نے شہادت دی تھی۔ کہ زمیندار نے اصلاح کر لی ہے۔ اب وہ نقاش نہیں ہم سے برسر پرخاش ہیں۔ اس کو اسلام سے گونہ ہمدردی ہے۔ لیکن ہم عرصہ دراز سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ زمیندار میں کتاب "الظہور عرف قیام مہدی" کا اشتہار برابر شائع ہو رہا ہے۔ اور اس اشتہار میں امام الاخیار سرور الاتقیاء سید الصادقین سیدنا حضرت مسیح موعود کی شان میں نہایت گستاخانہ جملہ کذاب مہدی پنجاب قادیان" درج ہے ہم نہیں سمجھتے۔ کہ کوئی غیرت مند احمدی اس اشتہار کے شائع کرنیوالے اخبار کو کیونکر اپنا ہمدرد سمجھ سکتا ہے اور چند پیسوں کے بدلے ایک قوم کی دل آزاری کرنے والے پرچے کو کسطرح عزت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے +

عذر گناہ بدتر از گناہ

قندھار کے فساد اور اتلاف جان کی خبر نے امیر کابل کی عیاشی کا راز طشت از بام کیا تھا۔ اور اسلامی ممالک کے انحطاط و زوال کے اصل وجوہات پر روشنی ڈالی تھی۔ اسلامی اخبارات کو چاہئے تھا۔ کہ کابل کے فرمانروا کی خلاف شریعت حرکت پر اظہار نفرت کرتے۔ اور اس کے گناہ پر پردہ ڈالنے اور نئے نئے عذر تراشنے کی بجائے اسے یکزباں ہو کر ملامت کرتے اور قرآن کے خلاف چلنے کے نتائج بد سے آگاہ کرتے۔ لیکن اسلام سے دور وجاہت سے مرعوب تملق پسند اخبارات نے پہلے تو یہ کہا تھا۔ کہ امیر صاحب نے گورنر قندھار سے یونہی آمد سخن میں کہدیا تھا۔ کہ چند عورتیں بھیجدینا"۔ اب ایک اور گروہ عذر تراشتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ "امیر صاحب کے احکام صرف یہ تھے۔ کہ صاحبزادہ عین الدولہ کی شادی کے موقعہ پر کچھ رقاصہ و مغنیہ عورتیں قندھار سے کابل بھیجی جائیں۔ نہ کہ شریف آدمیوں کی بہو بیٹیاں باعتبار حسن وجمال منتخب کی جائیں"۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ امیر صاحب نے فاحشہ عورتیں بلوائی تھیں۔ نہ کہ شریف زادیاں۔ کیا یہ عذر گناہ بدتر از گناہ نہیں۔ اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مسلمان کہلانے والوں کے درمیان سے اسلامی غیرت کا فقدان ہو گیا ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کو پھر مسلمان کیا جائے +

تالی دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے

آجکل مسلمانوں کے ایک طبقہ میں اہل ہنود سے اتحاد و اتفاق کر لینے کا خیال ہی نہیں۔ بلکہ جوش ہے۔ تیاگا نگرسی گروہ مسلم لیگ کی صدارت کیلئے پنڈت ہاتھ بینیز جی کا نام پیش کرنے میں حرج نہیں دیکھتا۔ اور اجدھیا کے بیراگیوں کو جنہوں نے مسلمانوں پر بلا وجہ تشدد و سختی کی تھی۔ اور آخر کیفر کردار کو پہونچے تھے۔ معافی دلانے کیلئے ہندوؤں کا ہم آواز ہونا پسند کرتا ہے۔ اور مزید براں اس غرضی اتحاد کی خاطر عید الضحیٰ پر گائے کی قربانی کو بھی موقوف کرانا چاہتا ہے۔ لیکن ہمارے پڑوسی ہوشیار زمانہ شناس اور دور اندیش ہیں۔ وہ اپنی جگہ سے ٹلنا پسند نہیں کرتے اگرچہ اگانہ نیابت کا سوال آجائے۔ تو خواہ فیض آباد کی پولیٹیکل کانفرنس ہو یا کلکتہ کارپوریشن کا جلسہ ہر جگہ مخالفت کریں گے۔ اگر ملازمت کا سوال آجائے۔ تو جبیور کے اسکول کی طرح رحیم بخش پر بابو ساشی چرن ہور کو ترجیح دیجائیگی۔ اگر گورنمنٹ مسلمانوں کی تعلیم کا خاص اہتمام کرے۔ تو ہندو پریس کو اس خصوصیت پر اعتراض پھر بایں ہمہ یہ درخواست کہ" بجائے گائے کے آئندہ عید الضحیٰ پر دوسرے جانوروں کی قربانی کر لی جائے"۔ اور ذرا بلند خیالی اور دور اندیشی سے کام لیکر اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیں"۔ ہم دل سے خواہاں ہیں۔ کہ دونوں قوموں میں اتحاد و اتفاق ہو۔ ہماری پاک شریعت" حق ہمسائیگی" کا خاص احترام سکھاتی ہے۔ لیکن نہ تو تالی ایک ہاتھ سے بجا کرتی ہے۔ نہ "فوری مصلحت" کسی مستقل اتحاد کا موجب ہو سکتی ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ ہندوستان کی قومیت کا انجن کانگرس یا لیگ کی بھاپ سے چلنا محال ہے۔ اس کیلئے صرف میرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے پیغام صلح کی سٹیم ہی ایک چلانیوالی طاقت ہے

پس اگر ہندو صاحبان دل سے اتفاق و اتحاد کے متمنی ہیں۔ تو کیوں پیغام صلح پر لبیک نہیں کہتے ✦

ہفتہ رواں کے حادثات

زمین پر جس سرعت سے حادثات کا وقوع ہو رہا ہے۔ اور جس تیزی سے تغیرات رونما ہو رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدا تعالےٰ کا قول "قال الانسان مالھا" یعنی انسان پکار اٹھیگا ایں اس سرزمین کو ہو کیا گیا؟ یاد آتا ہے۔ بحری جہاز والسٹر نو اور ہوائی جہاز زیپلین کی تباہی ابھی انسانی یاد سے دور نہیں ہوئی۔ کہ ہفتہ رواں میں فنلینڈ کے سٹیمر ولیسٹ کالٹن کی بربادی کی خبر آئی ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چالیس مسافروں میں سے صرف ایک جانبر ہو سکا۔ پھر کارڈف کا حادثہ کان ابھی پورا ہونے نہیں پایا۔ کہ امریکہ کے شہر ڈرلن میں ویسا ہی خطرناک اور مہلک حادثہ کان وقوع میں آگیا ہے۔ اور ۲۸۴ میں سے ۲۶۱ آدمی اگنی ماتا کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ گذشتہ ریلوے تصادم کے بعد یہ دوسرا واقعہ ہے۔ جبکا تواتر یورپ کے بعد امریکہ میں ہوا ہے ہندوستان بھی ہفتہ رواں میں اپنی بساط کے موافق حادثہ کان کا منہ دیکھ چکا ہے اور چوراسی واقعہ بنگال میں ایک کوئلہ کی کان کے پھٹنے سے ۱۶ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو ان حادثات و تغیرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ✦

افغانستان میں اصلاحات

جہاں پر افغانستان کا ذکر آنے کے ساتھ ہی ہمیں اپنے شہید بھائی کا خون ناحق یاد آتا اور اس بادشاہ کے خونی فعل کی یاد پر ہماری رگوں میں خون حرکت کرنے لگتا ہے۔ وہاں پر ہمیں یہ بات مدنظر رہتی ہے کہ اگر افغانستان میں اصلاح ہو جائے۔ تو اس سے وہاں کے احمدی بھی متمتع ہو سکینگے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ خدا کی پاک جماعت کی بڑھتی ہوئی ترقی کو ان اصلاحات سے امداد ملیگی۔ بریں خیال ہم نے اس خبر کو خوشی سے مطالعہ کیا ہے۔ کہ آئیندہ افغانستان کے سیاہ چاہ جو بلخ ہرات اور کابل میں تھے پیوست زمین کر دیئے جائیں گے۔ اور آنکھیں نکالنے کی بجائے ۱۳ سال کی قید کان کاٹنے کی بجائے چھ سال۔ چوری کیلئے دس سال قید یا بصورت سختی جرم ہاتھ کاٹنے کی سزا دیجائیگی۔ مزید براں ہم نے اس خبر کو بھی طمانیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ کہ والیٔ کابل اب باوجود اپنی اخلاقی کمزوریوں کے معاملات سلطنت کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور بارہ ہزار قیدیوں میں سے ۱۰۳۰ کے مقدمات خود سنتا ہے۔

ہمارا نقشہ

اس ہفتہ کے نقشہ میں ہم نے اس جزیرہ نما کا خاکہ دکھایا ہے۔ جو پہلے گمنام تھا۔ لیکن آج سے ۱۳۳۱ سنہ برس پہلے وہ نئی دنیا بگڑی دنیا کے سامنے آیا۔ اور عالم میں ایک تغیر پیدا کر دیا۔ آج اس ملک کو اگرچہ اپنی سابق عظمت سطوت حاصل نہیں۔ لیکن اس پر بھی اس مقدس سرزمین میں ایک کشش ہے۔ جسکے باعث صرف ہندوستان سے امسال ۱۸ ہزار اور سال گذشتہ تیئیس ہزار بندگان خدا ان پاک شہروں کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ جو اس نقشہ میں بحیرۂ قلزم کے دائیں ساحل سے فاصلہ پر اندرون ملک میں دکھائے گئے ہیں۔ یعنی مکہ مکرمہ جسکا بندرگاہ جدہ ہے۔ اور مدینہ منورہ جو حجاز ریلوے کا آخری سٹیشن ہے۔ پھر اس نقشہ میں عمان۔ احصا۔ یمن اور کویت اور برٹش سومالی لینڈ کے نشان دیئے گئے ہیں۔ تا کہ سال رواں کے واقعات کا مطالعہ کرنے والے ان مقامات کا محل وقوع ملاحظہ فرمالیں۔ ان سب کے علاوہ سید ادریسی کا صوبہ عسیر اور اطالیوں کا افریقی علاقہ اریٹیریا خاص طور پر واضح کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اطالیوں کی ریشہ دوانیوں اور ترکوں کے ساحل عسیر کی ناکہ بندی کرنے کا معاملہ ناظرین کو بخوبی سمجھ میں آسکے ✦

برٹش سومالی لینڈ

ساحل عسیر کی ناکہ بندی

جنگ طرابلس کے زمانہ سے حاکم عسیر اور اطالیوں کے درمیان کچھ سازباز ہے۔ اطالوی اہل عسیر کو اسلحہ جنگ اور نقدی سے مدد دیتے رہتے ہیں۔ اس لیئے ترکی جنگی کشتیوں نے ساحل عسیر کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ حال ہی میں ایک سامان حرب سے لدی ہوئی کشتی ترکوں نے گرفتار کی ہے اور ایک دوسری کشتی میں سے مچھلیوں کی ہڈیوں کے نیچے چھپے ہوئے دس ہزار اطالوی ڈالر برآمد کئے گئے ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سید ادریسی کا ایک تو انتقام اسباب تجارت کی ایک مقدار کثیر لے کر مصوع گیا ہے۔ تاکہ وہ عسیر کیلئے اطالویوں سے امداد حاصل کرے۔ اگرچہ ترکی کشتیاں برابر ساحل پر گشت لگاتی رہتی ہیں تاہم عسیر میں برابر اشیائے ممنوعہ کا داخلہ جاری ہے اور ممکن ہے کہ ترکوں کو اس علاقہ میں پھر کبھی مصیبت کا سامنا ہو ✦

برٹش نو آبادیوں میں ہندوستانی

جس حکومت کے زیر سایہ ہم امن سے ترقی کر رہے ہیں۔ جسکا سایہ عاطفت ہمارے لیئے ظل ہما سے کم نہیں۔ اس کی بہتری اور بہبودی کا خیال ہر وقت ہمارا مطمح نظر ہونا چاہیئے۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جان بل کے سفید لباس پر اس کے اپنے کوتاہ اندیش بچے سیاہ داغ لگا رہے ہیں۔ تو ہمیں رنج ہوتا ہے۔ اور جب ہم برطانیہ کے مآل اندیش رعایا پرور حکام کے کاموں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ انہی جذبات سے متاثر ہو کر جب ہم نے سنا کہ برٹش کولمبیا سے ہندوستانیوں کو محض ایشیائی ہونے کے باعث نکالا گیا ہے۔ اور جنوبی افریقہ کی حکومت کے جابرانہ قوانین نے ہندوستانیوں کو اسقدر تنگ کر رکھا ہے۔ کہ دو ہزار قلیوں نے کام بند کر دیا ہے۔ اور سات ہزار مزدور کام بند کرنے والے ہیں نیز وہاں کی حکومت نے اسلامی طریق نکاح کے خلاف فیصلہ کر کے بالفاظ مسلم لیگ "ہمارے مذہب پر حملہ کیا" اور امپیریل گورنمنٹ کی تذلیل و تحقیر کی ہے وغیرہ وغیرہ تو ہم کو دکھ پہنچا۔ لیکن جب ہم نے یہ پڑھا۔ کہ لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ جنوبی افریقہ کے رویہ سے ناراض ہے۔ اور مسٹر گوکھلے کی اس تجویز کو پسند کرتی ہے۔ کہ جنوبی افریقہ سے آئیندہ ہندوستانی ریلوں کے لیئے کوئلہ نہ خریدا جائے۔ تو ہم کو اطمینان ہوا۔ اور امید بندھی۔ کہ آنریبل مسٹر گوکھلے کی دوسری تجویز کہ "آئیندہ سے جنوبی افریقہ کا کوئی باشندہ ہندوستان کی سول سروس میں حصہ نہ لے سکے"۔ بھی نظر استحسان سے دیکھی جائیگی۔ اور ہندوستانیوں کے تنگ کرنے والوں کا اپنے مجوزہ حربہ سے جواب دیا جائیگا ✦

مسیح موعود کی سوانحمری پرکاش نے اپنے سوامی دیانند کے حالات کو ہزار شائع کیا ہے۔ بھارت نے بھی غیر معمولی اشاعت کی ہے۔ مگر ہم لوگ اپنے محسن مخدوم کے حالات جو تمام خلقت کے موجب ہدایت ہو سکتے ہیں۔ شائع کرنیکا کوئی بندوبست نہیں کرتے۔ اسوقت کئی ایسے لوگ زندہ موجود ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو بچپن میں دیکھا ہے۔ بہت سے واقعات کی تصدیق ہو سکتی ہے پھر بہت سے دماغوں میں دعویٰ کے بعد کے حالات محفوظ ہیں۔ اگر اس کام سے ابھی بے توجہی کیا گیا۔ تو پھر اسکیلئے کونسا وقت آئیگا ✦

(حضرت خلیفۃ المسیح کو دکھا کر شائع کیا گیا)

دروغ کبھی فروغ نہیں پاتا

حق بات ہی بابرکت اور مفید ہو سکتی ہے۔ دروغ کبھی فروغ نہیں پاتا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بعض لوگوں نے اپنی نہاں در نہاں اغراض کے ماتحت ایسی باتیں آپ سے منسوب کیں جو آپ نے نہیں فرمائی تھیں۔ آخر اسکا نتیجہ کیا ہوا۔ کیا جھوٹ بولنے والے افترا پردازوں نے کچھ نفع اٹھایا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کذبات کے سبب اسلام متعدد فی البلاد کے دھبے میں آگئے۔ یہ حکم جانشینان صالحین کیلئے ابھی تک قائم ہے۔ مگر بیباک انسان نہیں ڈرتا۔ چنانچہ حال ہی ان عیاروں میں سے کسی ایک نے (جو جماعت احمدیہ میں فتنہ ڈالنا چاہتا ہے) ہمارے ایک اخبار کو یکے از حاضرین درس خلیفۃ المسیح کے نام سے دھوکہ دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح سے ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو آپ نے نہیں کہیں۔ مثلاً وہ لکھتا ہے۔ کہ حضور نے جمعہ کے خطبہ میں فرمایا: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ خواجہ صاحب منافق نہیں × × ان کے متعلق جو شخص بدظنی پھیلاتا ہے۔ وہ دیوث ہے۔ حالانکہ آپ کی تقریر میں اللہ کی قسم اور دیوث کا لفظ نہیں آیا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا۔ وہ چار آدمیوں نے لکھا۔ اور پھر مقابلہ کے بعد صاف کر کے آپ کے ملاحظہ واصلاح کے بعد الفضل میں چھپ گیا۔ اور وہ خواجہ صاحب کی پوزیشن صاف کرنے کیلئے کافی ہے۔ اب کیا ضرورت ہے کہ اس میں ایسے الفاظ بڑھائے جائیں۔ جن سے بغض وکینہ وبدزبانی ٹپکتی ہو۔ یا بلا ضرورت قسم کا اظہار ہو۔

ایسا ہی اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"منکری جماعت سے باہر نکل گیا۔ دیکھو جسطرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دین بودے۔ اسی طرح آج نور دین فرماتا ہے۔ کہ چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت کمال دین بودے"

یہ بھی خلیفۃ المسیح پر ایک افترا ہے۔ آپ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا نہ کسی مجلس میں نہ درس میں۔ جو بات حضور نے نہ فرمائی ہو۔ وہ آپ کی طرف منسوب کرنا بڑی جرأت کی بات ہے۔ مسئلہ فضیلت میں تو آپ یہاں تک محتاط ہیں۔ کہ حضرت علی وحضرت ابوبکر کے بارے میں فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ایسی باتیں خدا کے سپرد کرنی چاہئیں۔

نشہ نیم شبی کا خمار

ہرچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

اب مسلمانوں کے حلقہ میں یہ سوال ہو رہا ہے۔ کہ ہم نے کانپور میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ اور اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔

"زمین جسکے مقدس ہونے پر اسقدر زور دیا جاتا تھا بدستور سڑک میں شامل رہی۔ اور اس کے اوپر ۹ فیٹ کا چھجہ ڈال کر وضو خانہ وغسلخانہ بنانے کی اجازت ملی جو اجازت کہ مقامی حکام جناب میونسپلٹی مارچ گزشتہ ہی میں دینے کو آمادہ تھی۔ اور اگر اسوقت اس اجازت سے فائدہ اٹھایا جاتا۔ تو نہ ماہ اگست گزشتہ کا ہولناک ہنگامہ وقوع میں آتا۔ نہ اتنی قیمتی جانوں کا نقصان ہوتا۔ نہ مسلمانان میں اسقدر اضطراب پھیلتا۔ نہ ان کی جیب سے ایک لاکھ روپیہ نکلتا۔ نہ مسٹر مظہر الحق اور ان کے مددگار کو اپنا حرج و نقصان کر کے کانپور میں رہنے کی ضرورت ہوتی۔ نہ بعض اخبارات ضمانت کے شکنجہ کی تاب نہ لا کر عالم عدم کو سدھارتے۔ اور نہ بعض اس کا بوجھ قوم پر ڈالتے۔"

پھر آخر میں خواجہ غلام الثقلین صاحب ممبر کونسل صوبہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"دلی کا جلسہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے اصول کو ایسی جلدی تھوڑے سے متوسطوں کے نام بدل جانے سے سب قوم نے تسلیم کر لیا۔ × × اب نہ جناب مولانا ابوالبرکات کے پرزور فتاوی رہے۔ نہ میرے دوست آنریبل سید رضا علی کے پرجوش انکار مصالحت کا شور ہے۔ × × جو تصفیہ اب ہوا ہے۔ تقریباً اسی تصفیہ سے کچھ ہفتہ قبل انکار ہو چکا تھا اور جو تصفیہ اب ہوا ہے۔ نواب صاحب رامپور اس کے علاوہ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کے لئے انتظام کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمان اپنے کئے پر پشیمان خود ہیں۔ اور ان کی پشیمانی یا اس نشہ نیم شبی کا خمار بہت خوش آئند ہو۔ اگر خاک بر سر کن غم ایام پر عمل کیا جاتا۔ مگر نچلی نہ بیٹھنے والی طبیعتیں کوئی نہ کوئی پہلو بحث کا نکال ہی لیتی ہیں۔ اب اس غلطی کی یادگار قائم کرنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس مقام پر جو ان مسلمانوں کے نزدیک یقیناً حصہ مسجد ہے۔ یعنی مسجد میں جو اللہ کا گھر ہے منسٹر ممدوح کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے۔ خانہ خدا میں بتوں کا قیام۔ اس پر وہی صدمے خدا پرست شیدائی توحید مسلم ہی کے قلب میں آسکتی ہے۔ اس کے سوا کوئی تو یادگاری مینار قائم کرنے کی صلاح دیتا ہے۔ اور کوئی صنعتی مدرسہ کا اجراء پسند کرتا ہے۔ جو واقعہ میں ایک عمدہ تجویز ہے۔ اور کوئی عازمان حج کیلئے جہازی کمپنی بنانے کا مشورہ پیش کرتا ہے۔ اور کوئی علماء کو صرف وظائف دینے کے خیال میں ہے۔ مگر یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ ان یتامیٰ و بیوگان کے آذوقہ کا بندوبست کیا جائے۔ جن کے نام پر یہ روپیہ وصول کیا گیا ہے۔

ٹرکی وبلغاریہ کا معاہدہ

ٹرکی اور بلغاریہ کے معاہدہ کی اصل دفعات ۱۶ ہیں۔ اور ۳ مزید دفعات تشریحی اصل معاہدہ کا خلاصہ ریوٹر کے برقی پیاموں میں پہلے آچکا ہے۔ لیکن عربی اخبارات میں اس کی تفصیل شائع ہوئی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام کی تمام دفعات ترکوں کے حق میں مفید ہیں۔ ترک قیدیوں کا خروج بلغاریہ کے ذمے ڈالا گیا ہے۔ جبریہ بلغاری علاقہ میں مسلمان بچوں تک کے لئے یہ رعایت دی گئی ہے۔ کہ وہ سن رشد کو پہنچنے کے چار سال بعد تک عثمانی رعایا بننے کے مجاز ہو گئے۔ اوقاف کا پورا احترام کیا جائیگا۔ جو شخص بلغاری علاقہ کو چھوڑے گا۔ اس کی جائداد بدستور اس کی ملکیت رہیگی۔ وہ اجارہ پر دے سکے گا۔ بلغاری مسلمان سلطان روم کا نام خطبوں میں لے سکینگے۔ مہاجرین دو سال کے اندر واپس آکر اپنے املاک پر قبضہ کر سکیں گے۔ ان کے علاوہ تین خفیہ دفعات ہیں۔ جنکا پتہ باوجود نگرانی واخفا یورپ کے اخبارات کو لگ گیا ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اول دو ماہ کے اندر اندر ترکی فوج مجاز ہوگی۔ کہ بلغاری علاقہ میں سے گذر سکے۔ دوم جبراً عیسائی کردہ مسلمانوں کو اور بھگائی ہوئی عورتوں کو بلغاریہ واپس کریگا۔ سوم مناستر اور قوالہ کے بلغاریہ کو دلانے میں ترک بلغروں کی معاونت کریں گے۔ اس معاہدہ پر نظر ڈالنے سے اللہ تعالےٰ کی قدرت یاد آتی اور مسیح موعود کی صداقت پر ایمان بڑھتا ہے۔ یہ معاہدہ اس ٹرکی کے ساتھ ہوا ہے۔ جس سے تمام علاقہ کے علاوہ تاوان جنگ بھی مانگا جاتا تھا۔ اسی کا نام ہے مغلوب کو غالب کرنا۔

جنگ نہیں ہوگی۔

یوروپ کے مشہور سیاست دان اہل قلم ڈاکٹر ڈِلن نے اخبارات کو لکھا ہے۔ کہ بعد تحقیقات میں اس بات کا اعلان وثوق کے ساتھ کر سکتا ہوں۔ کہ یوروپ میں اسوقت جنگ نہ ہوگی۔ کیونکہ سرویا نے آسٹریا کی بات مان لی ہے۔ روس اب بلغاریہ کی جگہ سرویا کو بڑا بنانا چاہتا ہے۔ ریاست رومانیا امن کی خواہاں ہے۔ اگرچہ جنرل سیواف قسطنطنیہ میں جنگی معاہدہ کیلئے ڈورے ڈال رہا ہے۔ اور ترک اس کی اس خواہش کو ہمدردی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور رشید پاشا کی جگہ ابروبے ترکی وکیل مقرر ہوا ہے۔ اور نئے وکیل کا طرز گفتگو یونان کے ساتھ مصالحت آمیز ہے۔ مزید براں ترکی بحرہ ایجیین جزائر پر قبضہ رکھنے کیلئے مصر ہے اور فریقین افواج بھی فراہم کر رہے ہیں۔ تاہم بایں ہمہ جنگ نہ ہوگی کیونکہ فرانس نے صاف انکار کر دیا ہے۔ کہ بصورت جنگ فریقین میں سے کسی کو ایک حبہ قرض نہ دیا جائیگا۔ اور ترکی کی دوست جرمنی یونان کو اتحاد ثلاثہ میں شامل کرنیکے خیال میں مصروف ہے اور اس خیال سے جنگ کے روکنے کے لئے کوشاں ہے سب سے بڑھکر یہ کہ خود یونان ترکوں کو بہت سی رعایات دینے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اور ایک زیادہ یوروپین طاقتیں جزائر کے متعلق ترکی دعاوی کی مؤید ہیں یہ تو ہیں خیالات آئندہ کا علم اللہ ہی کو ہے۔

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

الاسلام

"یعنی المسلک کلہا الا الاسلام"

دنیا کی تمام اشیاء زوال پذیر ہیں۔ وہ چیز دیر پا ہو سکتی ہے جس پر الطاف ایزدی لگاتار ہوتے رہیں۔ یہی معنے ہیں لا الٰہ الا اللہ کے اللہ تعالےٰ کے ذرہ ذرہ پر ہر دم لاتعد ولا تحصی احسانات اور افضال ہو رہے ہیں۔ اور اگر ایک منٹ کے لئے بھی فیضان الٰہی رک جاوے تو وہ چیز فوراً فنا اور تباہ ہو جاتی ہے۔ ھو الاول بنانے میں اللہ تعالےٰ کا فضل اور امتنان ہوتا ہے۔ تب وہ چیز جو پہلے معدوم تھی۔ وجود میں آتی ہے۔ اور پھر ہر وقت اس کے بقا کے لئے بھی وہیں سے سامان پرورش اور نشو و نما عطا ہوتے رہتے ہیں۔ ھو الاٰخر اس کی طرف ہی اشارہ اور ایما کر رہا ہے۔ غرضیکہ دنیاوی اشیاء بجز فضل ایزدی اور فیضان الٰہی زندہ اور قائم نہیں رہ سکتیں۔ اور یہ بڑی بھاری دلیل ہے اللہ تعالےٰ کے ہونے کی۔ کیونکہ تمام دنیا مقہور ہے۔ اور اس کے اوپر اللہ تعالےٰ قہار ہے۔ وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے جب وہ غرض اس سے پوری ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس چیز کے یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے وہ آہستہ آہستہ اس دنیا میں سے رخصت ہو جاتی ہے۔ جتنے اس وقت مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب محدود ہیں اور پہلے ان کی ضرورت تھی اب ان کی ضرورت نہیں رہی اب تمام دنیا کے لئے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا کی اقوام کیلئے سامان تربیت اور پرورش مہیا کر سکتا ہے۔ اور کسی مذہب میں روحانی غذا اسوقت ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ مذہب کی غرض اور اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ عابد معبود سے قرب حاصل کرے۔ اور اس قرب میں اس کو اتنا درجہ حاصل ہو جاوے۔ کہ معبود اپنی خوشنودی کا اظہار عابد پر کرے۔ اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو جاوے۔ مگر تمام مذاہب اس سے انکاری ہیں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جب پھل مذاہب میں بالکل نہیں ہے۔ تو وہ اس انجیر کے درخت کیطرح ہیں جس پر پھل نہ تھا۔ اور ابن کے شاہزادہ نے اس پر لعنت کی تھی۔ جب یہ درگاہ رب العالمین میں انسان کو نہیں پہنچا سکتے تو پھر طالب صداقت کو اس کی اتباع اور پیروی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جہاں سے ہمیں یہ تباع ملیگی۔ ہم تو وہیں جائینگے۔ جبکہ تمام مذاہب اس بات کا دعویٰ ہی نہیں کرتے۔ تو ہم اس کی طرف کبھی رُخ بھی نہیں کریں گے۔

کیونکہ ان کے پاس تو وہ ہے ہی نہیں۔ اور صرف اسلام ہی دعوےٰ کرتا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔ خبردار اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف اور حزن نہیں رہا کرتا۔ اللہ کے دوست وہ ہوتے ہیں۔ جو ایمان لاتے ہیں اور تقویٰ کی راہوں پر قدم صدق مارتے ہیں۔ ان کو دنیا کی زندگی میں ہی بشارت ملتی ہے۔ اور آخرت میں ان کو بشارت ملتی ہے۔ یہ خدائی بات اٹل ہے۔ اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ اللہ تعالےٰ ہمیشہ اپنے پیاروں میں تکلم فرماتا رہیگا۔ اور یہ مراد بڑی اعلےٰ درجہ کی کامیابی ہے۔ اب دنیا میں کوئی ایسا مذہب ہے۔ جو یہ دعویٰ رکھتا ہو۔

کوئی مذہب نہیں ایسا۔ کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

پس جب مذاہب بے ثمر درخت ہو گئے ہیں۔ وہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ لوگوں کو اپنے شیریں پھلوں سے متمتع کر سکیں۔ وہ خشک لکڑی ہو گئے ہیں۔ اور معمولی کاموں کے لئے باقی رہ گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں۔ اگرچہ ان کے زعماء اور وکلا بہت کوشش کرتے ہیں کہ دنیا میں ان کو زندہ رکھا جاوے۔ مگر تا بکے جب ان میں کشش جاذبہ ہی نہیں رہی۔ تو پھر وہ اپنی حیات کے دن قطع کر چکے ہیں۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ۔ تاکہ ہلاک ہونے والے کو دلیل سے ہلاک کرے۔ اور زندہ رہنے والے کو دلیل سے زندہ کرے۔ جب کسی چیز کی حیات اور موت میں مابہ الامتیاز اٹھ جاوے۔ تو یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مردہ ہو چکی۔ جب کہ وہ بے ثمر ہو گئے ہیں۔ اور ان میں قوت جاذبہ نہیں رہی۔ تو کسطرح کوئی باور کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مذاہب زندہ ہیں۔ اور اس کی اور بھی ایک پختہ اور محکم دلیل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہر مذہب کے پھیلانے کیلئے جتنی کوشش اور سعی کی جاتی ہے۔ اسلام کے لئے اس کا ہزارم حصہ بھی نہیں کیا جاتا۔ مگر اسلام ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور دیگر مذاہب میں تنقص اور کمی غلبہ پاتی جاتی ہے۔ عیسائی مذہب کے لئے کروڑوں روپیہ پانی کیطرح بہایا جاتا ہے۔ اور جو طریقے اور حیل اشاعت مذہب میں مسیحیوں نے ایجاد اور اختراع کئے ہیں۔ وہ کسی کو ابھی تک سوجھے ہیں اور نہ سوجھیں گے۔ مگر یورپ کے تمام احرار کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ افریقہ میں اسلام بغیر کسی مشنری کوشش کے بڑے زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ عیسائی سڑک صاف کرتے ہیں اور پھر وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیصر جرمن کو کہنا پڑا۔ کہ عیسائیت کے لئے خوب نہیں لگاؤ۔ اور اسلام کو مست بڑھنے دو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ پادری نوگر سولٹنکا دیان میں تشریف لائے تھے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے تھے۔ اثنائے گفتگو میں انھوں نے حضرت صاحب سے دریافت فرمایا تھا۔ کہ حضرت مسیح کے مذہب کی اشاعت کے لئے کیا وسائل اور ذرائع ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ سچ کو سہارا دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سچ خود دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ صداقت کبھی پھیلے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ زرین قول تھا۔ جو شاہزادہ امن کے منہ سے نکلا۔ اور وہ بالکل وہی قول تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام پہلے سے ہی فرما گئے تھے۔ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ معنے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تمام مذاہب باطلہ ہلاک ہو جائینگے اور صرف اسلام ہی زندہ رہیگا دیکھو مذہب اسلام میں کسقدر کشش جذب ہے۔ کہ بغیر کسی مشنری کوشش کے اسلام دنیا میں اپنا گھر بناتا جاتا ہے۔ مگر اور مذاہب اس دنیا سے رخصت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کاش کوئی بینا آنکھ ہو۔ جو اس سے سبق حاصل کرے۔ افلا یرون انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون۔ اسلام میں صداقت ہے روحانیت ہے۔ کشش جذب ہے جیسا کہ شروع میں اسلام بغیر کسی شمشیر کے دنیا میں پھیلا۔ اور کوئی اس کی اشاعت میں رکاوٹ حائل نہ ہو سکی۔ اسی طرح اسلام اب بھی بغیر کسی ظاہری وجاہت اور دنیوی حشمت کے دنیا میں اپنا قدم مضبوطی سے گاڑتا جا رہا ہے۔ اگر اسوقت کے قیصر اور کسریٰ ہلاک ہوئے ویسا ہی اسلام کے پھیلنے کے مخالف اگرچہ قیصر ہی کیوں نہ زور لگائیں۔ تاہم اسلام اگرچہ اس کے پاس محض صداقت اور روحانیت ہی ہے اور جسمانیت کے لحاظ سے بالکل محض عاری ہے۔ مگر پھر بھی وہ پھیلتا جاتا ہے۔ کیا یہ کافی دلیل نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مذہب کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔ کیا دیگر مذاہب باطلہ خود بخود نہیں پگھلتے جاتے۔ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ جھوٹے کو تباہ کرنے کیلئے اسکا جھوٹ کافی ہے۔ اور درخت ..... کی طرح جہان سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اور سچ زمین میں خوب گڑ جاتا ہے۔ اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوتی ہیں۔ وہ کیسے ہلاک اور تباہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ تعلق آسمان کے ساتھ قائم ہو۔ کیا یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم زمین کفر کو کم کرتے جاتے ہیں۔ اور اسلام اسکی جگہ پر قائم ہوتا جاتا ہے کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے۔ کہ یہ غالب آ سکتے ہیں۔ بھلا پہلے تو یہ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ اسلام نے حکومت کے ذریعہ سے دنیا میں ترقی کی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کو اس اعتراض سے پاک کرنے کیلئے مسلمانوں کو جو کہی سہی حکومت کی صف بوجہ ان کی اپنی کمزوریوں کے لپیٹ دی۔ اور باوجود اس کے اسلام کو بڑھا کر دکھا دیا ہے۔ کہ دنیا کا اعتراض محض کذب اور افترا پر مبنی ہے اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ قیصر جرمن کے منہ سے نکلوا دیا۔ کہ اسلام بڑے زور شور سے ترقی کر رہا۔ تم سارے دل ساری ذہانی ساری کوشش

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

اہل السنت والجماعت

تمام دنیا ایک رائے پر قائم نہیں رہ سکتی

انسانی افراد میں اختلافات آراء بہت ہے اور

یہ ایک بڑی ضروری اور لابدی بات تھی۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو انسانوں کی ذاتی حیثیات بالکل نہ ہوتیں۔ اور تعارف اور پہچان کے وسائل اور ذرائع بالکل مسدود اور مسدود ہو جاتے۔ مگر یہ خالق کون و مکان کے حکیم ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔ کہ اس نے انسان انسان میں امتیاز رکھدیا ہے۔ جبکہ ظاہری اشکال والوان میں اتنا بون بائن ہے۔ تو یہ لابدی نتیجہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ ان کے خیالات اراء اور افہام میں تباین اور تخالف ہوتا۔ اور یہ مسلم امر ہے۔ کہ ظاہر کا باطن پر اثر ہوتا ہے۔ اور باطن کا ظاہر پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ ومن آیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لآیات للعالمین۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کے دلائل میں سے یہ بھی ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں میں اختلاف رکھدیا۔ اہل علم کے لئے یہ ایک بڑی زبردست اور محکم دلیل ہے۔ تخالف اور تباین آراء کا یہ حال ہے۔ کہ احرار یورپ کے علماء جو اپنے تئیں بڑے محقق اور مدقق خیال کرتے ہیں۔ ان کی تھیوریاں باہم ایک ہی مسئلہ کے متعلق بعد المشرقین کا حکم رکھتی ہیں۔ جب مادیات کے متعلق فضلاء مادیات کا یہ حال ہے تو مذہب کے متعلق ان کی آراء کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ اور ان معاملات کے متعلق ان کا رائے زنی کرنا محض بے سود اور بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ان امور کا انکشاف بعد الموت ہوگا۔ بل ادارک علمہم فی الآخرۃ بل ہم فی شک منہا بل ہم منہا عمون۔ بلکہ آخرت کے متعلق ان کا علم بالکل ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ اس سے یہ شک میں ہیں۔ نہیں بلکہ اس سے یہ اندھے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ اندھے بھلا کیا پتہ لگا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک ہاتھی کو چھ اندھوں کے سامنے کیا گیا۔ ہر ایک نے اسکا ایک ہی حصہ اپنے ہاتھوں کے ذریعہ دریافت کیا۔ جب ہر ایک سے ان کے علم کی کیفیت دریافت کی گئی۔ تو کسی نے اپنے بیان میں دوسرے کی تائید نہ کی۔ بلکہ ہر ایک کا بیان باقی پانچوں سے متضاد اور متخالف تھا۔ سو یہی حال ہے۔ مادہ پرست آخرت کے اندھوں کا۔ یہ محض ظنون فاسدہ اور خیالات کاسدہ کا اتباع کرتے ہیں۔ ان یتبعون الا الظن وان ہم الا یخرصون۔ یہ ظن اور گمان کا تتبع کرتے ہیں۔ یہ دور سے غیب پر ظنون کا نوبہ کا تیر چلاتے ہیں۔ وقد کفروا بہ من قبل ویقذفون بالغیب من مکان بعید۔ اس کو یہ نہیں مانتے۔ اور غیب پر دور سے پتھر چلاتے ہیں۔ غرضکہ یہ مسلم امر ہے کہ تمام دنیا کا ایک رائے پر قائم ہونا بہت ہی دشوار اور مشکل امر ہے۔ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک۔ اور لوگ ہمیشہ مختلف رہیں گے ہمارے مخالف غیر احمدی کیسے فاسد عقیدہ پر اڑے ہوئے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں تشریف فرما ہوں گے تب وہ تمام دنیا کو ایک ہی مذہب میں داخل کر دینگے۔ حالانکہ یہ قرآن شریف کے سخت برخلاف ہے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کافر قیامت تک رہیں گے بغض اور عداوتیں قیامت تک رہیں گی۔ اور منکرین مسیح قیامت تک رہیں گے۔ اور لا اکراہ فی الدین کے سخت مخالف ہے۔ دنیا کسی مسئلہ میں کبھی متفق ہوئی ہے اور نہ ہوگی ○

خدا کا رسول مخلصوں کی ایک جماعت قائم کرجاتا ہے

خدا کے نبی اور رسول اس لئے دنیا میں نہیں آتے کہ تمام دنیا کو ایک مذہب پر قائم کریں۔ ان کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ صادقوں اور مخلصوں کی ایک راستباز جماعت قائم کر جاتے ہیں۔ گذشتہ تاریخی شواہد بھی ہمیں یہی بتلاتے ہیں اور قوانین فطرت بھی اسی کی تائید میں ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کون خیر خواہ مخلوق ہو سکتا ہے۔ اور آپ سے بڑھ کر کون مدارج ترقی کے معراج پر پہنچ سکتا ہے۔ اور جو آپکو کامیابی اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اس کی نظیر کسی نبی اور رسول کی زندگی میں تلاش کرنی بالکل عبث اور تضیع اوقات ہے آپ کامیابی کے لحاظ سے بھی خاتم ہیں۔ مگر آپ کو بھی ساری دنیا نے تسلیم نہیں کیا۔ وان کان کبر علیک اعراضہم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیہم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعہم علے الہدی فلا تکونن من الجاہلین اور اگر ان کا اعراض تجھ پر گراں گذرتا ہے۔ اگر تجھے مقدرت اور طاقت ہے۔ کہ زمین میں سرنگ لگائے یا آسمان میں سیڑھی لگالے اور ان کے پاس کوئی نشان لے آئے۔ اور اس واسطے اکراھاً اور جبراً انکو ہدایت پر جمع کرے۔ اگر جبر و اکراہ سے کام لینا منظور ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس تو ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو قوانین فطرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ بلکہ ہم نے ہر ایک کو استطاعت اور وسعت دیدی ہے۔ من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے اگر تمام دنیا خدا کے نبی کے زمانہ ہی میں سعید ہی ہو جاوے۔ تو انکے خلفاء اور جانشینوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اور پھر وہ کسطرح ثواب حاصل کریں اور کسطرح فی سبیل اللہ کوشش کو جاری رکھیں۔ غرضکہ یہ مشیت ایزدی کے برخلاف ہے۔ کہ تمام دنیا ایک رائے پر آجائے۔

مامورین من اللہ کے ساتھ اکابر شامل نہیں ہوتے

جو اللہ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں۔ اور جو خود اپنی طرف سے اصلاح کا دعوے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ان میں بڑا امتیاز اور فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ مامورین من اللہ کے ساتھ بڑے لوگ شامل نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کی مخالفت میں اپنے خیال کی افواج جمع کرتے ہیں۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ خدا کے مرسل کے ذریعہ الٰہی جلال ظاہر ہو۔ جو بالکل بیکس بے زر بے بس ہوتا ہے۔ اور اس کے مقابل میں بڑے جتھے والے دولتمند ہوتے ہیں۔ اور وہ ناخنوں تک زور لگاتے ہیں۔ تاکہ وہ سلسلہ جس کو خدا دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسکا استیصال کر دیں۔ اور صفحۂ دنیا سے محو کر دیں۔ مگر دنیا کو خدا دکھا دیتا ہے۔ کہ وہ اس مامور کے ساتھ ہے اور تمام دنیا اسکا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ اور تمام متکبر اس کے سامنے تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ غربا جو اس کے ساتھ شامل ہوئی تھی انکو خدا دنیا میں عظیم الشان کامیابی دیتا ہے۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا زندہ ثبوت دنیا میں قائم کر دیتا ہے۔ وکذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیہا لیمکروا فیہا۔ اور ہر بستی کے بڑے لوگ خدا سے قطع تعلق کرنیوالے ہوتے ہیں۔ وہ اس میں اپنی تدابیر سوچتے رہتے ہیں۔ اور جب ان کے پاس نشان آتا ہے۔ اس کو نہیں مانتے۔ واذا جاءتہم آیۃ قالوا لن نومن حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اور جب ان کے پاس کوئی نشان آتا ہے۔ کہتے ہیں۔ ہرگز ہم نہیں مانیں گے۔ یہاں تک کہ ہمیں وہی نشان دئے جاویں۔ جو اللہ کے رسولوں کو دئے گئے تھے۔ اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ کہاں اس نے اپنی رسالت رکھی ہے ○

اہل السنت والجماعت

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما ہوئے اس وقت عرب لوگ ایک دوسرے کے خونی دشمن تھے اور معمولی معمولی امور میں جانیں تلف کرنا معمولی بات سمجھتے ہیں۔ تمام بر و بحر میں بگاڑ ظہور پذیر ہو چکا تھا۔ آپنے آکر الٰہی صوت کے ساتھ ایک ایسی دعوت دی۔ کہ اس میں سے اخیار لوگ نکل کر آپکے لواء کے نیچے جمع ہو گئے۔ اور آپنے ایک جماعت مخلصین کی تیار کر لی۔ و اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علے شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جبکہ تم ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ سو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی۔ تم اس کی نعمت سے باہم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور آگ اور ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ یہ جماعت تھی۔ جو آپنے بنائی تھی۔ اور جس راہ پر آپنے صدق کا قدم رکھا تھا۔ اسی پر وہ قائم ہوئے۔ پس صحابہ اہل السنت والجماعت تھے۔ اس کے بعد پھر مسلمان باہم اعداء بن گئے اور اس میں اختلاف نے وہی طوفان بے تمیزی بپا ہو گیا جو آپ کی بعثت

امر بالمعروف

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں مَیں نے برادران سلسلہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ جب آخرین منہم کے مصداق ہیں اور صحابہ کرام سے ملحق ہیں۔ تو ان رسوم و بدعات کو جو مرور زمانہ والفت وعادۃ دیگر اقوام کی صحبت اور جہل از کتاب و سنت سے ان میں شامل ہو گئی ہیں۔ یکقلم ترک کر دیں اور صاف و سچے مسلمان بن جائیں۔ کیونکہ بعض احمدیوں کو دیکھا جاتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آپکے حکم کے ماتحت نماز و جنازہ میں دوسرے مسلمانوں سے الگ بھی ہیں۔ مگر شادی و ماتم کی رسوم سے اپنے آپ کو نہیں چھڑا سکے۔ جب وقت بنتا ہے تو تنبول لینے کے لئے انہیں بدعات کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ جو ان کی قوم میں رائج ہیں۔

جہاں تک میں نے اس معاملہ میں غور کیا ہے۔ مجھے معلوم ہؤا ہے کہ یہ رسوم تین قسم کی ہیں۔ ایک تو ایسی۔ کہ ان میں صریح شرک پایا جاتا ہے۔ یا حضرت نبی کریم صلعم کے کسی حکم کا انحراف۔ دوسری ایسی کہ وہ بذاتِ خود تو ضرر رساں نہیں مگر دوسری ضرر رساں رسموں کو اپنے ساتھ کھینچ لاتی ہے یعنی ایک رسم ادا کرنے سے دوسری چند مشرکانہ رسمیں ادا کرنی پڑ جاتی ہیں۔ تیسری ایسی کہ بیہودہ اور لغو ہے۔ اور لغو کام مومن نہیں کیا کرتے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ان میں اصلاح ہو جائے۔ مگر اصلاح موجودہ صورت حالات میں سہل نہیں۔ اس لئے یہی بہتر ہے۔ کہ ان سب رسموں کو خیر باد کہ دیا جاوے۔ جو انسان کو اتنے مشکلات میں پھنساتی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ بعض کاموں کی بنیاد نہایت مصلحت اندیشی تھی۔ مگر امتداد زمانہ سے ان کی اصل غرض اب مفقود ہو گئی ہے۔ اور وہ بات ایک جنجال بن گئی ہے۔ مثلاً تنبول ہے یہ اخراجات شادی کے لئے ایک بڑا امداد ہے۔ جو بہت ہی مفید ہے۔ مگر اب تک اس کے ساتھ ایسی شرائط لگ گئی ہیں جو ایک سود خوار ساہوکار کے مناسب حال ہیں۔ اگر زید نے بکر کے لڑکے کی شادی پر دس روپے تنبول دیا۔ تو بکر پر فرض ہو گیا۔ کہ وہ پندرہ روپے تنبول دے۔ اگر اتنا تنبول نہ دے۔ تو لڑائی ہو گی۔ حالانکہ نیوتے کی یہ غرض ہرگز نہ تھی۔ بلکہ وہ تو ایک قرض حسنہ تھا۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا تھا۔ کہیں تو گمان نہیں کرتا۔ کہ ایسے کمینہ شخص بھی ہوتے ہیں۔ جو دے کر پھر زیادہ لینے کا خیال رکھتے ہیں۔ اب وہ اصل مقصد تو مفقود ہؤا۔ صرف اظہار فخر و ریا کا ایک ذریعہ رہ گیا۔ شادی سے پہلے کئی ضیافتیں ہوتی ہیں۔ برادری کو منانا اور ان کے مطالبات کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب اس لئے کہ اپنا دیا ہؤا روپیہ مل جائے۔ شادی تو شادی ماتم کے موقعہ پر ایک طرف مردہ گھر میں پڑا ہے دوسری طرف دعوۃ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور دعوۃ بھی حسب منشاء و مطالبۂ برادری۔ اب کوئی بتائے کیا یہ دعوت خوشدلی سے اور مطابق سنت ہے۔ غرض اس قسم کی بیسیوں بدعات ہیں۔ جن کے آجکل مسلمان مرتکب ہیں۔ اور میں نے تو ان باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو نسبتاً نیک مسلمانوں میں رائج ہیں۔ ورنہ نام کے مسلمان تو جن جن افعال شنیعہ و حرکات قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان سے خدا کی پناہ۔ بیاہوں پر رنڈیوں کے طائفے ناچ رہے ہیں۔ ماتموں پر سیاپے ہو رہے ہیں۔ چھ ماہیاں اور برسیاں سنائی جا رہی ہیں۔ غرض کوئی لغویت نہیں جس کے مرتکب نہوں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ ان سے یوں نکل جائے جیسے سانپ کینچلی سے۔ مگر ایک بات یاد رہے جس کے لئے یہ مضمون میں نے لکھا ہے۔ وہ یہ کہ رسوم چھوڑ دینے میں خدمتگاروں کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ آجکل بعض دیہات میں شکایت ہو رہی ہے۔ اور اس طرح پر ایک طبقے میں سلسلہ احمدیہ سے تنفر پیدا ہو جانا اغلب ہے کہ یہ لوگ حقوق الناس کی نگہداشت نہیں رکھتے۔ شہروں والے غالباً اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ دیہات میں زمینداروں کے پاس نقد روپیہ تو ہوتا نہیں۔ اس لئے خدمتگاروں کی تنخواہ فصلوں پر اور شادی غمی کی تقریبات پر ادا کیجاتی ہے۔ مگر اس تنخواہ کا دینے کا طریق یہ ہے۔ کہ ایک ایک رسم کے ادا ہونے پر وہ لیتے جاتے ہیں۔ اب جن لوگوں نے وہ رسمیں چھوڑی ہیں۔ وہ رسموں کے ساتھ لازم ملزوم لاگ (روپے) بھی نہیں دیتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ خدمتگار سمجھتے ہیں۔ کہ شاید ان لوگوں کو اپنے امام سے تاکید ہے۔ کہ وہ اپنے خدمتگاروں کو کوئی روپیہ نہ دیں۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے بہتر ہے۔ بہتر تجویز سوچی جائے۔ جس سے کام بھی دیہاتی اصول پر چلتا رہے۔ اور کسی بدعت کا مرتکب بھی نہ ہونا پڑے۔

نائی۔ دھوبی۔ سقہ۔ روٹی پکانے والا۔ مہمانوں کی خدمت کرنے والا۔ سلسلۂ نسب کو محفوظ رکھنے والا ہر قوم کے لئے ضروری ہے۔ جہاں ان لوگوں کے کاموں کی نقد اجرت دی جاتی ہے۔ وہاں تو کوئی مشکل نہیں۔ مگر جہاں حساب تقریبات شادی و غمی و مددگی فصل پر ہوتا ہو۔ وہاں کچھ قواعد بھی جدا ہیں۔ یہ تو دنیا کے متعلق ہے۔ ہر محلہ میں ایک دینی معلم بھی ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ جس کا فرض ہے۔ کہ وہ اس محلہ کے بچوں کو دین سکھائے۔ انہیں اسلام کے مسائل سکھائے مسجد کو پاک و صاف رکھے نکاح پڑھائے۔ اذان دے۔ جماعت کرائے یہ کام معاوضہ سے ہونے ٹھیک نہیں۔ مگر معلم و مؤذن کا تنخواہ دار ہونا کوئی عیب کی بات نہیں۔ آخر ایک شخص جب تک اپنی وجہ معاش سے بے فکر نہ ہو وہ کس طرح دن بھر مسجد میں بیٹھا رہ سکتا ہے۔ حالانکہ ایسے آدمی کی حاضر باشی ضروری ہے۔ اس واسطے دیہات کے زمینداروں نے ایسے معلموں یعنی ائمہ مساجد کے لئے بھی یہ تجویز کی۔ کہ کچھ تو انہیں روزانہ روٹیوں کی صورت میں دیدیا جائے۔ کچھ آٹھویں دن۔ پھر کچھ فصل کے پکنے پر اور کچھ شادی و غمی کی تقریب پر۔ یہ ایک طریقہ ہے۔ جو ان سے ابتداء میں کیا گیا لیکن اس تنخواہ کے ادا کرنے کا طریق بھی اسی قسم کی بدعات سے گھرا ہؤا ہے۔ جس قسم کی بدعات کا ذکر پہلے ہو چکا۔ مثلاً جنازہ کے موقعہ پر اسقاط کے نام کچھ رقم لیں گے۔ اب یہ ثابت ہونے پر کہ اسقاط کوئی چیز نہیں۔ ملاں صاحب کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ انہیں مقررہ رقم کسی طور پر ادا کر دینی چاہیئے۔ نکاح خوانی کے اڑھائی روپیہ۔ پانچ روپے مقرر ہیں۔ ان روپوں کی تعداد کے لئے صحیح بخاری دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سب قسمیں اس تنخواہ کی متفرق قسطیں ہیں۔ جو ایسے معلم کے لئے مقرر ہیں۔ اور جن کی ادائیگی کو ان بدعات سے مقید کر رکھا ہے۔

اب موجودہ صورت حالات میں کہ ان بدعات و رسومات کو یکقلم چھوڑ دیا جاوے۔ خدمتگذاروں کی تنخواہوں کے متعلق یا تو از سر نو احمدی زمیندار جمع ہو کر اپنے علاقے کے حالات کے مطابق ایک معاہدہ کر لیں۔ اور اس کے مطابق کاربند ہوں۔ اور یہ سب سے بہتر طریق ہے۔ پھر تمام باتوں سے احسن طور پر چھٹکارا ہو جائیگا۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ شادی و غمی کی تقریبات پر جسقدر رقم خدمتگار کسی بڑے یا متوسط یا غریب گھر سے جائز طور پر وصول کرتے ہیں۔ اسکا اندازہ لگا لیا جاوے اور حسب حیثیت وہ رقم یکمشت دیدی جائے۔ اور کسی رسم کے ادا ہونے کا انتظار نہ کیا جائے۔ ممکن ہے کوئی اور تجویز اس سے بہتر ہو۔ مگر دیہاتی تمدن کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ فیصلہ ضرور ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اپنے گاؤں بلکہ ارد گرد کے دوسرے دیہات کی مسجدوں اور دائروں کو بھی ان تقریبات پر کچھ دیا جاتا ہے۔ جو بین الاقوامی تعلقات کے لحاظ سے ضروری ہے یہ گویا ان ضروری مقامات کی آبادی اور ان کے اخراجات چلانے کی سبیل ہے جسطرح آجکل بھی کسی کار خیر کے لئے ولادت یا شادی یا غمی یا ختنہ کے موقعہ پر کچھ وصول کر لیتے ہیں۔ سو جب تک فخر و ریاء نہ ہو۔ اس قسم کی رقوم دینے میں کچھ حرج نہیں۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ایک ضابطہ ضروری ہے جس پر چل کر یہ کام کیا جائے۔ اور کسی بدعت یا لغویت کا مرتکب ہونا پڑے۔ آخر میں میں اپنے برادران طریقت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ آتا ہے۔ جب آپ کے افعال کا اقتداء کیا جائے گا۔ اگر آپ اسوقت اپنے اعمال کی اصلاح نہیں کریں گے۔ اور انہیں بالکل سنت نبوی کے مطابق نہیں بنائینگے تو گویا اپنے ہاتھوں سے آئندہ آنے والی نسلوں کو تباہ کریں گے۔ اور ان کی ہلاکت کا بوجھ اپنے سر پر اٹھائینگے۔ اسلئے بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ اور یہ قربانی کا اللہ الا اللہ پڑھنے والی محمد رسول اللہ پکارنے والی قوم کو ہاں ایسی قوم جو اس صدی میں احمد نبی اللہ کی غلامی کا شرف رکھتی ہے۔ اور جو دنیا کی تمام قوموں

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

طہارت نفس - بدی سے نفرت

ایک پاک دعا

میں عبداللہ بن عمروؓ کی شہادت سے بتا چکا ہوں - کہ آنحضرت کو بدی سے کیسی نفرت تھی - اور بدی کرنا یا بدخلقی کا اظہار کرنا تو الگ رہا - آپ بدکلامی اور بدگوئی تک سے محترز رہتے - اور باوجود ہر قسم کے عسر و یسر میں سے گذرنے کے کسی وقت اور کسی حال میں بھی آپ نے نیکی اور تقوے کو نہیں چھوڑا - اور آپ کے منہ پر کوئی نازیبا لفظ کبھی نہیں آیا - جو ایک عظیم الشان معجزانہ طاقت کا ثبوت ہے - جو آپ کے ہر کام میں اپنا جلوہ دکھا رہی تھی -

اب میں ایک اور ثبوت پیش کرتا ہوں - کہ آپ بدی اور ظلمت سے سخت متنفر تھے - اور آپ کے دل کے ہر گوشہ میں نور ایمان متمکن تھا - اور وہ ثبوت آپ کی ایک دعا ہے - جو آپ کے دلی جذبات کی مظہر ہے - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صبح کی سنتوں کے بعد یہ دعا مانگتے - اللّٰھم اجعل فی قلبی نورًا وفی بصری نورًا وفی سمعی نورًا وعن یمینی نورًا وعن یساری نورًا وفوقی نورًا وتحتی نورًا وامامی نورًا وخلفی نورًا واجعل لی نورًا - یعنی اے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے - اور میری آنکھوں کو نورانی کر دے اور میرے کانوں کو بھی نور سے بھر دے - اور میری دائیں طرف بھی نور کر دے - اور بائیں طرف بھی - اور میرے اوپر بھی نور کر دے اور نیچے بھی نور کر دے - اور نور کو میرے آگے بھی کر دے - اور پیچھے بھی کر دے - میرے لئے نور ہی نور کر دے *

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سننے کا اتفاق مجھے اس طرح ہوا - کہ میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دن سویا جو رسول کریم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں - اور میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا - کہ اس طرح دعا مانگتے تھے - اور نماز پڑھتے تھے - پس یہ دعا ایسے خلوت کے وقت کی ہے - کہ جس وقت انسان اپنے خدا سے آزادی کے ساتھ اپنا حال دل عرض کرتا ہے - اور اگرچہ خدا تعالے پہلے ہی سے انسان کے خفیہ سے خفیہ خیالات کو جانتا ہے - پھر بھی چونکہ فطرت انسانی اسے عرض حال پر مجبور کرتی ہے - اس لئے بہت سے بہتر وقت جب انسان کی حقیقی خواہشات کا علم ہو سکتا ہے - وہ وقت ہے کہ جب وہ سب دنیا سے علیحدہ ہو کر اپنے گھر میں اپنے رب سے عاجزانہ التجا کرتا ہے - کہ میری فلاں فلاں خواہش کو پورا کر دیں - یا فلاں فلاں انعام مجھ پر فرماویں *

غرض کہ یہ دعا ایسے وقت کی ہے - جبکہ خدا تعالے کے سوا آپ کا محرم راز اور کوئی نہ تھا اور صرف ایک نابالغ بچہ اس وقت پاس تھا - اور وہ بھی اپنے آپ کو علیحدہ رکھ کر چپکے چپکے آپ کے اعمال حرکات کا معائنہ کر رہا تھا - اب اس دعا پر نظر ڈالو کہ کس طرح آپ کے تقوی اور طہارت پر روشنی ڈالتی ہے - میں بتا چکا ہوں - کہ آپ ہر ایک قسم کی بدکلامی و بدگوئی بداخلاقی اور بداعمالی سے پاک تھے - اور یہی نہیں کہ پاک تھے - بلکہ آپ کو بدی سے سخت نفرت اور نور اور نیکی اور تقوی سے پیار تھا - اور یہی انسانی کمال کا اعلے سے اعلے درجہ ہے یعنی وہ بدی سے بچے اور تقوے کی زندگی بسر کرے ظلمت سے متنفر ہو - اور نور سے محبت کرے - مگر اس حدیث سے پچھلی حدیث پر اور بھی روشنی پڑتی ہے - کیونکہ پچھلی حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ آپ بدی سے متنفر تھے - مگر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ یہ فعل بالارادہ تھا عادتاً یا فطرتاً نہ تھا - اور یہ اور بھی کمال پر دلالت کرتا ہے -

ہم دیکھتے ہیں - کہ بہت سے کام انسان عادتاً کرتا ہے - یا فطرتاً بعض کاموں کی طرف راغب ہوتا ہے - اور بعض سے بچتا ہے - بہت سے لوگ دنیا میں دیکھے جاتے ہیں - کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے یا چوری نہیں کرتے اور ان کے جھوٹ سے بچنے یا چوری نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہوتی - کہ وہ جھوٹ سے دل میں سخت متنفر ہیں - یا چوری کو برا جانتے ہیں - بلکہ ان کا یہ کام صرف ان کی نیک فطرت کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے - کہ وہ صرف عادت کے نہ ہونے کی وجہ سے ان بدیوں سے بچتے ہیں - اگر ان کی عادت انہیں ڈال دی جائے تو وہ ان افعال کے مرتکب بھی ہو جائیں - ایسا ہی بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں - کہ کسی نہ کسی وجہ سے رحم ہی سے ان کے غصہ یا غضب کی صفت میں ضعف آچکا ہوتا ہے - اور وہ باوجود سخت سے سخت اسباب جوش انگیز کے کبھی اظہار غضب نہیں کرتے - بلکہ ان کا دل غیرت و حیا کے جذبات سے بالکل خالی ہو چکا ہوتا ہے - یہ لوگ گو نرم دل کہلائیں گے - لیکن ان کا غضب سے بچنا ان کی صفات حمیدہ میں سے نہیں سمجھا جائیگا - کیونکہ یہ ان کا کمال نہیں - بلکہ قدرت نے ہی انہیں ان جوشوں سے مبرا رکھا ہے - لیکن ایک ایسا انسان جو غضب سے صرف اس وجہ سے بچتا ہے - کہ وہ اسے برا جانتا ہے - اور رحم سے محبت رکھتا ہے - اور باوجود اس کے کہ اسے جوش دلایا جائے اپنے جوشوں کو قابو میں رکھتا ہے - وہ تعریف کے لائق ہے اور پھر وہ شخص اور بھی قابل تعریف ہے - کہ جس کے افعال اس سے بالارادہ سرزد ہوتے ہیں - نہ خود بخود -

رسول کریم کا اپنے خدا تعالے سے یہ دعا مانگنا کہ یا اللہ مجھے ظلمت سے بچا کر نور کی طرف لیجا اور بدی سے مجھے بچا - ثابت کرتا ہے کہ آپ کا بدکلامی یا بداخلاقی سے بچنا اس تقوی کے ماتحت تھا جس سے آپ کا دل معمور تھا - یہی وجہ تھی - کہ آپ خدا تعالے سے دعا بھی مانگتے تھے - ورنہ جو لوگ نیکی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی فطرت کی وجہ سے بعض گناہوں سے بچے ہوئے ہوتے ہیں - وہ ان سے بچنے کی دعا یا خواہش نہیں کیا کرتے - کیونکہ ان کے لئے ان اعمال کا کرنا نہ کرنا برابر ہوتا ہے - اور ان سے اعتراض صرف اس لئے ہوتا ہے کہ ان کی پیدائش میں ہی کسی نقص کی وجہ سے بعض جذبات میں کمی آجاتی ہے - جن کے استعمال سے خاص خاص بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں -

اس بات کے ثابت کرنے کے بعد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام اعمال بالارادہ تھے - اور اگر کسی کام سے آپ بچتے تھے - تو اسے برا سمجھ کر اس سے بچتے تھے - نہ کہ عادتاً - اور اگر کوئی کام آپ کرتے تھے - تو اسی لئے کہ آپ اسے نیک سمجھتے تھے - اور اللہ تعالے کی رضا کے حصول کا ذریعہ جانتے تھے - اب میں اس دعا کی تشریح کرنی چاہتا ہوں - تا معلوم ہو - کہ آپ کے بدی سے تنفر اور نیکی سے عشق کا درجہ کہاں تک بلند تھا -

انسان جو کرتا ہے - اس کی اصل وجہ اس کے دل کی ناپاکی اور عدم طہارت ہوتی ہے - اگر دل پاک ہو - تو گناہ بہت کم سرزد ہو سکتا ہے - کیونکہ پھر جو گناہ ہوگا - وہ غلطی سے ہوگا - یا نافہمی سے - نہ کہ جان بوجھ کر - ہاں جب دل گندہ ہو جائے - تو اس کا اثر جوارح پر پڑتا ہے اور وہ قسم قسم کے گناہوں کا ارتکاب شروع کر دیتے ہیں - ایک چور بے شک اپنے ہاتھ سے کسی کا مال اٹھاتا ہے - لیکن در اصل ہاتھ ایک باطنی حکم کے ماتحت ہو کر کام کر رہا ہے - اور اصل باعث وہ دل کی حرص ہے جس نے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا ہے - کہ غیر کا مال اٹھا لے - اسیطرح اگر ایک جھوٹا جھوٹ بولتا ہے - تو گو خلاف واقعہ کلمات اس کی زبان پر ہی جاری ہوتے ہیں - لیکن نہیں کہہ سکتے کہ زبان نے جھوٹ بولا کیونکہ وہ دل کے اشارہ پر کام کرتی ہے - اور اسے جسطرح اسکا حکم پہنچا اس نے کام کر دیا - اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب - جسم انسانی میں ایک لوتھڑا ہے - کہ جب وہ درست ہو جائے - سب جسم درست ہو جاتا ہے - اور جب وہ بگڑ جاتا ہے - سب جسم بگڑ جاتا ہے - خبردار ہو کر سنو - کہ وہ دل ہے پس دل کے نیک ہونے سے جوارح سے بھی نیک اعمال ظاہر ہوتے ہیں - اور اس کے خراب ہو جانے سے ہاتھ پاؤں آنکھیں کان اور زبان سب خراب ہو جاتے ہیں -

180

تادیب النساء

عورتوں کے کارنامے

پچھلے الفضل میں ایک روسی ملکہ کے کارنامے سنائے تھے۔ اب ایک مصری ملکہ کا حال سنیئے۔ جو ست الملک کے نام سے مشہور تھی۔ اس کا بھائی بڑا ظالم تھا۔ اور اس کا ظلم انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ کہ ایک بار اس نے اپنی حکومت کے جوش میں حکم دیدیا۔ کہ کوئی نماز سے بذریعہ قرآن مجید صحابہ کرام پر علانیہ تبرا بازی ہو۔ مگر کچھ مدت کے بعد یہ فرمان جاری کیا۔ کہ جو صحابہ کرام کی شان میں کچھ کہیگا۔ اس کو تعزیر دیجائیگی۔ ایک وقت نماز تراویح کو موقوف کر دیا۔ دوسرے وقت پھر اس کے جاری کرنے کا فتویٰ دیدیا۔ جب لوگ ان آئے دن کے مظالم سے بہت تنگ آگئے تو انہوں نے کاغذ کی ایک عورت بنائی۔ اور اس کا بت بازار میں رکھدیا جو اپنے ہاتھ میں کاغذوں سے معری ہوئی ایک عرضی رکھتی تھی۔ اس حرکت سے وہ اور بھی برہم ہوا۔ اور قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور ارشاد کیا کہ امراء کی لڑکیاں پکڑ کر انہیں لونڈیاں بنایا جائے۔ یہ حرکت ایسی تھی کہ معززین و ارکان سلطنت خواہ مخواہ مشتعل ہوگئے۔ اور انہوں نے بغاوت کی دھمکی دی۔ جب جاکے اس کی آنکھیں کھلیں۔ اور اس نے اپنے حکم کو واپس لیا۔

ایسے مشکل حالات میں یہ ظالم بھائی کی بہن کی تدبیریں اور نصائح تھے۔ جو اسے بچاتے ہوئے تھے۔ اور جو رعایا کو پیس نہ جانے دیتے تھے ورنہ کبھی کا اس کا قلع قمع ہو گیا ہوتا۔ لیکن ظالم بھائی بجائے اس کے کہ اپنی بہن کا متشکر ہوتا۔ اس سے بھی بدظن ہو گیا۔ اس نے کہا۔ جو بات میں اپنی بہن کے مشورے کے خلاف کرتا ہوں۔ اس میں ضرور نقصان اٹھاتا ہوں۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اسی کی سازش سے ہوتا ہے۔ آخر ایک دن اپنی بہن کو ڈانٹا اور تمام پچھلے احسانات کو بالائے طاق رکھ کر اسے بدکاری کی تہمت دی۔ اور قتل کی دھمکی دی۔ بہن جو بہت پاکدامن تھی۔ یہ سنتے ہی غصے سے بیتاب ہو گئی۔ اور اس نے عہد کر لیا کہ اس ظالم کو کیفر کردار پر پہنچا دیگی۔ چنانچہ فوج کے افسر اعلیٰ ابن داؤس کو بلا کر تمام باتیں سمجھائیں۔ وہ پہلے ہی سے تیار تھا۔ مگر خاندان شاہی کے کسی فرد کی تائید چاہتا تھا۔ اس نے کہا میں تمام انتظام کر دونگا۔ بہن کا یہ منشاء تھا یا نہیں۔ مگر اس ابن داؤس نے یہ کیا کہ جس روز ست الملک کا بھائی حاکم بامر اللہ حسب معمول خلوت کیلئے تن تنہا کوہستان کی طرف گیا۔ تو وہاں اس نے دو شخص مقرر کر دیئے۔ جنہوں نے موقعہ پاکر اسے قتل کر دیا۔ (یہ واقعہ ۴۱۱ھ کا ہے) اور لاش غائب کر دی جب الحاکم کی واپسی میں دیر ہوئی۔ تو چہ میگوئیاں ہونے لگیں مگر ست الملک نے نہائت ہوشیاری سے خلقت کو سنبھالے رکھا۔ اور زیادہ بے قرار نہ ہونے دیا۔ اور اس عرصہ میں تمام رؤسا اور امراء کو اپنی طرف کر لیا چونکہ خزانے پر قبضہ تھا۔ اس لئے خوب روپیہ تقسیم کیا جس کی وجہ سے سب اہل فوج اس کے ہمنوا بن گئے۔ سات آٹھ روز کے بعد الحاکم کے شانزدہ سالہ لڑکے کو دربار میں پیش کیا۔ کہ اب یہی تو تمہارا بادشاہ اور امیر ہے۔ بات تو پہلے ہی قرار پا چکی تھی۔ اس لئے امراء و رؤساء نے اسے قبول کیا۔ اور آگے بڑھ کر نذریں پیش کیں اور اداب بجا لائے۔ جب تمام رعایا پر سکہ جم گیا۔ تو ست الملک نے ایک دربار کیا۔ اور سب کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ پھر ابن داؤس کو حاضری کا حکم دیا۔ جسے ایک غلام نے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا۔ کہ تم اپنے آقا کے قاتل ہو۔ اگلے محسن سے جب تمہارا یہ معاملہ ہے۔ تو آئندہ کوئی تم سے بھلائی کی امید کیا کر سکتا ہے۔

ست الملک نے تمام خرخشوں سے فراغت پاکر اس خوبی سے حکومت کی۔ کہ رعایا نوازی میں وہ ضرب المثل بن گئی۔ رحم و کرم کا یہ حال تھا۔ کہ مظلوم اسے اپنا ملجا و ماوا سمجھتے۔ اور پھر انصاف و رعب یہاں تک تھا۔ کہ ظالم فتنہ پرداز نام سنتے ہی کانپنے لگتے۔ یہ عہد خلق خدا کیلئے بہت ہی خوشگوار مگر نہائت مختصر تھا۔ اور صرف چار سال کے بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا الظاہر نے اس کی وفات پر کہا۔ کہ میں اپنے باپ کے قتل ہونے پر یتیم نہیں ہوا۔ بلکہ آج پھوپھی کے انتقال پر میں یتیم ہوا۔

اس داستان دلگداز سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ عورتیں کرنے پر آئیں تو سب کچھ کر سکتی ہیں۔ لیکن قرآن مجید کا حکم الرجال قوامون علی النساء بہت ہی صحیح ہے۔ عورت بغیر نگرانی و رہنمائی مرد کے کوئی کام خوش اسلوبی سے نہیں کر سکتی۔ اس لیئے ضروری ہے۔ کہ بیبیاں ہر امر میں اپنے آپ کو اپنے جائز مودبوں کے ماتحت رکھیں اور ان کے نیک مشوروں اور صلاح پر کاربند ہوں۔ ہر ایک گھر دراصل ایک سلطنت ہے جس کا انتظام ایک خاتون کے سپرد ہے چاہئے کہ اس میں عورتیں اپنی عقل خداداد کے جوہر دکھائیں ان گھروں کو ہر پہلو سے بہشت بنائیں۔ خدا تعالیٰ توفیق بخشے تمام محکمے جو کسی مہذب سلطنت کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ ایک عورت اپنے گھر کے کاروبار میں دیکھ سکتی ہے اور ان کو خوش اسلوبی سے چلانا اس کی قابلیت کا نشان ہے۔ بیٹے بچوں کی تعلیم بھی اسی کے سپرد ہے۔ ان کے اخلاق کے بارے میں نقوش اولین دراصل آئندہ زندگی کی چادر پر گلکاری کی بجائی ہے اسی کی تربیت پر موقوف ہیں۔ اخراجات خانگی کو ایسے معیار پر رکھنا کہ

ہمارا نصب العین کیا ہونا چاہئے

اخبار الہلال نے اپنی ۸ اکتوبر ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں نواب صاحب حاجی محمد اسمٰعیل خانصاحب رئیس دتاولی کا ایک مکتوب شائع کیا ہے۔ جمیں نواب صاحب نے اس بات پر بہت زور سے توجہ دلائی ہے۔ کہ مسلمانوں کیلئے موجودہ پالٹیکس پر زور دینے کی بجائے اشاعت اسلام کے کام پر کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جانا زیادہ بہتر اور واجب العمل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نواب صاحب نے* یہ ایک ایسی تجویز پیش کی ہے۔ کہ جس سے زیادہ مسلمانوں کی ہستی کو برقرار رکھنے اور دینی و دنیوی فلاح کے حاصل ہونے کی بہتر سبیل اور کوئی نہیں۔ قرآن کریم نے جیسا صاف اور صریح الفاظ میں ہمیں اشاعت اسلام پر کاربند ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ موجودہ پالٹیکس کا اتنا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اور حقیقت میں اس بات کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ اشاعت اسلام ہی ایک ایسا کام ہے کہ جس میں یہ تمام باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون۔ یعنے تم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہونا چاہئے۔ جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم کریں۔ اور برائی سے منع کریں۔ اور وہی لوگ فلاح یافتہ ہونگے اس سے اگلی آئت شریفہ میں ہماری موجودہ حالت کا نقشہ کھینچ کر اس سے بچنے اور پرہیز کرنے کی ہدائت فرمائی ہے اور وہ یوں ہے۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینات واولٰئک لہم عذاب عظیم۔ اور ان پولٹیکل بحثوں سے جو مذہب سے الگ ہو کر کی جاتی ہیں) اپنی حالت کو ان لوگوں کا سا نہ بناؤ۔ جو تفرقوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے کھلے کھلے احکام کے پہنچ جانے کے بعد بھی اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور انہی لوگوں کے لئے بہت بڑے عذاب ہیں۔

اب ذرا ان آیات قرآنی کو غور سے پڑھو اور پھر اپنے موجودہ حالت پر ایک نظر ڈالو۔ تو صاف پتہ لگ جائیگا۔ کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ کیا آج کل مسلمانوں نے اول الذکر حکم سے منہ نہیں موڑ لیا۔ اور موخر الذکر انہی پر عمل پیرا نہیں ہو رہے۔ پھر کیا ہمارا پولٹیکل بحثوں میں پڑ کر ایک دوسرے کیسا تھ اختلاف کرنا اور اشاعت اسلام کی طرف سے منہ موڑ لینا ہمیں اس عذاب عظیم کی طرف نہیں لیجا رہا۔ جس کا کہ متذکرہ بالا آئت شریفہ میں وعدہ ہے۔ پھر خدارا اپنی ان حالتوں کو بدلو۔ اور اشاعت اسلام کے کام میں لگ جاؤ۔ اسی سے تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۱۵)

* [illegible]

فلسطین میں مدرسہ

یہود کے متعلق جو قرآن شریف نے فرمایا۔ وہ بالکل لفظاً لفظاً پورا ہوا ہے۔ خدا کی نافرمانی بہت بُرے نتائج پیدا کرتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم رسول کو جنگ کے وقت کہلا بھیجا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ صاف جواب دیا۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ جس پر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کرنا پڑا۔ رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین۔ اے میرے رب میں صرف اپنے اور اپنے بھائی کے متعلق اختیار رکھتا ہوں۔ ہم دونوں میں اور اس بدکار قوم کے درمیان فرق ڈال دے جسکے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین۔ فرمایا وہ ارض مقدسہ ان پر چالیس سال تک حرام کی گئی ہے۔ زمین میں سرگردان پھرینگے۔ پس تو بدکار قوم پر غم مت کر۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ جب ان کو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علے ادبارکم فتنقلبوا خاسرین۔ قالوا یا موسیٰ ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا فان یخرجوا منھا فانا داخلون۔ اے میری قوم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ۔ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہوئی ہے۔ اور پیٹھ مت دکھاؤ۔ نقصان اٹھاؤ گے۔ کہنے لگے اے موسےٰ وہاں زبردست لوگ رہتے ہیں۔ وہاں ہم ہرگز نہیں جائینگے۔ یہاں تک کہ وہ خود وہاں سے نکلجاویں۔ اگر وہ نکلجادیں۔ تو ہم وہاں داخل ہو جاوینگے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ کہ ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ نے تمہارے لئے رکھی ہوئی ہے۔ اسوقت انھوں نے داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اور آجکل ہم سنتے ہیں۔ کہ دوبارہ یہود کوشش دستی بیع میں ہیں۔ کہ ارض مقدسہ خریدی جاوے۔ اور اس میں بڑے پیمانے پر اہل یہود کے لئے ایک یونیورسٹی قائم کی جاوے۔ اور دیگر ممالک جو بڑے متمدن اور آزاد ممالک کہلاتے ہیں۔ ان میں یہود کے لئے مدارس کے دروازے بند اور مسدود ہیں۔ اس میں سب سے زیادہ یہود رہتے ہیں۔ وہاں ان کا ایک مدرسہ بھی نہیں ہے۔ اور نہ گورنمنٹ مدارس دیتی ہیں ان کو اجازت ہے۔ جرمن میں اس سے بڑھکر یہودی طلباء کے لئے مشکلات رکھے گئے ہیں۔ اور فرانس بھی اس سے مانع ہے۔ یہ ذلت اور ادبار اور نکبت کیوں امت مغضوبہ یہود پر آئی۔ ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اس میں حد سے بڑھ گئے حضرات انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کیا۔ اور ان کے برخلاف طرح طرح کے حیل اور مکائد سے کام لیا۔ یہاں تک وہ بڑے عظیم الشان نبیوں کو بہت ہی ستایا۔ اور ان سے ملعون ہو گئے۔ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علے لسان داؤد وعیسے بن مریم ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ حضرت داؤد اور حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت کی۔ یہ کیوں ہوا۔ یہ اس لئے ہوا۔ کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتے تھے۔ اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔ انھوں نے نبی آخر زماں کی تخریب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ ان کو موقعہ دیا گیا تھا۔ کہ اب اگر تم توبہ کرو گے تب تمہاری سلطنتیں قائم رہینگی چنانچہ بنی اسرائیل میں سے جو مسلمان ہو گئے۔ اُن کی حکومت کچھ نہ کچھ ابھی تک ہے۔ افغان بنی اسرائیل ہیں۔ مگر جنہوں نے رحمت العالمین سے رحمت لینی پسند نہ کی۔ وہ ہمیشہ کے لئے مغضوب ہو گئے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ انسانیت کا دم بھرنے والے احرار یورپ کی سلطنتیں ان بچاروں کو اپنے اپنے ممالک میں مدارس قائم نہیں کرنے دیتیں۔ یہ کیا سبب ہے۔ فباؤا بغضب علے غضب وللکافرین عذاب مھین۔ وہ غضب پر غضب کما لائے۔ اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ دیکھو یہ ساری دنیا میں ذلیل اور خوار ہیں۔ ان کو کہیں بھی جگہ نہیں ملتی۔ کہ کہیں اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے کوئی مدرسہ قائم کر سکیں۔ اولٰئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کر دی اور جس پر اللہ لعنت کر دیتا ہے۔ اس کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائیگا۔ اور یہی لعنت الٰہی کا باعث ہے۔ کہ لوگ بھی ان کو اپنے ملک سے بدر کر رہے ہیں۔ دنیا میں جو کام ہو رہے ہیں۔ وہ نوامیس الٰہیہ کے مظاہر ہیں۔ وہ لعنت آلٰہیہ ان پر برس رہی ہے۔ اور اسی کی وجہ سے ان کا کوئی حامی اور مددگار دنیا میں کھڑا نہیں ہوتا۔ کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل نے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اے عیسےٰ تیرے پیروی کرنیوالوں کو تیرے منکروں پر فائق اور غالب رکھوں گا۔ اس سے آگے فرمایا۔ فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرۃ وما لھم من ناصرین۔ لیکن جو کافر ہو گئے ہیں ان کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دونگا۔ اور ان کا کوئی ناصر نہ ہوگا۔ دیکھو قرآن شریف کی صداقت کیسی مبین طور سے ثابت ہو رہی ہے۔ کیا ہی سچ فرمایا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ روحی

اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج

پر مانتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

یہود اسوقت کیسے ذلیل اور خوار ہیں۔ کہ وہ قوم جن کو فضلتکم علے العالمین فرمایا گیا تھا۔ آج انکا دنیا میں کوئی بھی ناصر اور حامی نہیں۔ کوئی دنیا میں ایسی مذہبی الہامی کتاب ہے جس نے یہود کی اس نکبت اور ادبار کی پیشگوئی فرمائی ہو۔ یہی ایک کتاب ہے جو تمام دنیا کی کتابوں میں ممتاز ہے جسکی صداقت اور سچائی کیلئے ہر زماں میں کوئی نہ کوئی نئی شہادت آموجود ہوتی ہے۔ سچ ہے زندے کی زندگی کے کئی علائم اور آثار پائے جاتے ہیں۔ اور جو مرجاتا ہے۔ اس کی زندگی کی کوئی بھی علامت نہیں ہوتی۔ پس زندہ کتاب اسوقت قرآن کریم ہے۔ اور زندہ مذہب اسلام ہی ہے۔ باقی مذاہب مرچکے ہیں۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ۔ جو ہلاک ہوا۔ وہ دلیل سے ہلاک ہوا۔ اور جو زندہ ہوا۔ وہ دلیل سے زندہ ہوا۔ اب کسی مذہب کے پاس سچائی کی دلیل نہیں ہے صرف اسلام ہی ہے جو اپنی سچائی کے دلائل رکھتا ہے۔ پس صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے +

اب یہود نے عزم بالجزم کیا ہے۔ کہ بیت المقدس میں یہودیوں کے لئے ایک یونیورسٹی قائم کیجاوے۔ اور یہود کے چند اغنیاء اشخاص نے اس میں ۲۴ لاکھ فرنک جمع بھی کر دیا ہے +

سیاسی طور پر یہ مسئلہ بڑا پیچیدہ اور بڑی اہمیت والا ہے عثمانی حکومت میں آگے ہی متضاد عناصر کا مجموعہ ہے جس کی وجہ احرار یورپ ہمیشہ "یورپ کے بیمار" پر حرف دھرتے رہتے ہیں۔ کہ ان کے انتظام میں اختلال ہے۔ فلسطین میں عصبیت یہودیت عثمانیوں کے لئے ایک اور سخت مشکل بڑھادیگی۔ مصالح حکومت عثمانیہ اس قسم کے عصبیت کے قیام کے مقتضی نہیں ہیں۔ اور اہالی فلسطین اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ اس میں ان کا سخت ضرر متصور ہے۔ کیونکہ صیہونیت کے انعقاد سے عرب لوگوں کی بستیوں کی آراضی چھینی جائینگی۔ حالانکہ وہ ان کی جنم بھوم ہے۔ اور وہیں نشوونما پاتے رہے ہیں۔ اور اس سے خوف ہے۔ کہ ان میں اشتعال پیدا ہو جائے۔ اور وہ ہنگامہ برپا کر بستہ ہو جائیں۔ اور بالآخر فلسطین عیسائیوں کے نزدیک بھی ارض مقدسہ ہے۔ اور ان میں اور یہودیوں میں جو شکر رنجی ہے۔ اس کو دنیا جانتی ہی ہے۔ عیسائی اچھ بیاں نصرانی کب پسند کرتے ہیں۔ کہ ارض مقدسہ میں یہودیوں کا غلبہ ہو۔ غرضیکہ یہ عثمانی حکومت کے لئے سخت مضر ہے اور آتش فتنہ برپا ہو جائیگا اس انسب یہ ہے کہ جس جس ملک میں یہودی بود و باش رکھتے ہیں۔ وہیں وہیں اپنی مدارس ان ملکوں کی یونیورسٹی سے ملحق کروالیں۔ کیا انگریز اجازت دے سکتے ہیں کہ فرانسیس انگلستان میں یونیورسٹی قائم کریں اور جرمن اجازت دیتا ہے کہ انگریز برلن میں یا کسی اور جرمنی شہر میں اپنی یونیورسٹی قائم کریں حاشا وکلا۔ پس حکومت عثمانیہ ان اضرار کو کب دفع کر سکتی ہے۔ جو مدارس اجنبیہ سے پہنچ رہے ہیں۔ ان کے اپنے مدارس ابھی تک دیگر مدارس عالم سے بالکل بہت پیچھے رہے ہوئے ہیں۔ ابھی انہیں انکو مستحکم اور مضبوط کرنا چاہیئے۔ چہ جائیکہ دیگر جھگڑوں میں پڑجاویں۔ جب تک حکومت اپنے مدارس کو اس درجے تک نہ پہنچالے۔ جو کہ دیگر مدارس یورپ کو حاصل ہے۔

ماں کی محبت

(از ماسٹر محمد الدین صاحب بی۔ اے)

کون نہیں جانتا کہ دنیا میں بے غرض دوست خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ ایسا مخلص دوست مل جائے۔ تو گویا بڑی نعمت ہاتھ میں آگئی۔ مگر سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ ایسے دوست بہت کم ملا کرتے ہیں ہاں اہل غرض اور اپنے مطلب کے دوست ہر وقت اور ہر جگہ مل سکتے ہیں۔ انسان کے پاس کچھ ہو۔ تو ایسے لوگ کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جہاں ان لوگوں کا مطلب نوت ہوا۔ تو فوراً رفوچکر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ جہاں ایسے لوگوں کی مقدار بہت کم ہے۔ وہاں قدرت الٰہی سے ایسا سامان پیدا ہو گیا ہے۔ کہ کم سے کم ہر ایک انسان ایسی نعمت سے محروم نہیں رکھا گیا۔ میرا مطلب یہاں ماں باپ سے ہے۔ جس بے غرضی اور سچی اور دلی محبت سے والدین اپنے بچے کی خدمت کرتے ہیں۔ اس کی نظیر دنیا میں اور جگہ تلاش کرنی محال ہے۔ ایک دن دو دن تین ہفتہ ماہ سال یا دو سال یا بارہ چودہ سال کے بچے سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اس وقت والدین کو کسی قسم کا فائدہ پہنچائیگا۔ مگر والدین ہیں۔ کہ اس کی خوشی میں ان کی خوشی اور اس کے رنج میں اس سے زیادہ دکھ درد میں وہ مبتلا ہیں۔ اگر دنیا میں کفارہ کبھی واقع ہوا ہے تو انہیں والدین کے وجود سے ہوا ہے۔ انسان تو انسان یہ محبت تو حیوانوں اور پرندوں اور مرغیوں تک پائی جاتی ہے۔ کس حفاظت سے مرغی اپنے بچوں کو پالتی ہے۔ تمام دنیا جانتی ہے۔ والدہ کا حصہ اس محبت میں والد سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ بیچاری کسقدر تکالیف اپنے اوپر برداشت کرتی ہے۔ جس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ ابھی وہ رحم کے اندر ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ بیچاری اس کے فکر میں لگ جاتی ہے۔ جس درد سے پیدا ہوتا ہے بس گویا تو عورت جانتی ہے۔ یا اس کا پیدا کرنے والا جانتا ہے۔ بس ایک موت ہے جو اس پر وارد ہو جاتی ہے۔ اگر خدا کا فضل ہوا۔ تو دوبارہ زندگی عطا ہو گئی ورنہ بیچاری اسی میں رہتی ہے۔ لیکن بچے کا خیال اس کے تمام ہموم و غموم کافور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں اس تکلیف کا ذکر کیا ہے کہ کسطرح غریب ماں اپنے بچے کی خاطر اپنے اوپر موت وارد کر لیتی ہے۔ یہانتک۔ کہ درد زہ کے وقت تو بعض دفعہ اس کے منہ سے نکل جاتا ہے۔ کہ کاش میں اس وقت سے پہلے مردہ ہوتی۔ اور میرا نام و نشان نہ ہوتا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا کاش میں اسوقت سے پہلے مردہ ہوتی اور مجھے کوئی نہ جانتا۔ اس وقت سے پہلے بھی نو مہینے جس مصیبت سے وہ اس کو اٹھائے پھرتی ہے۔ اس کو بھی وہی جانتی ہے۔ پھر دودھ پلانا اور دو سال تک اپنے اوپر اس بچے کی خاطر طرح طرح

کی مصیبتیں اٹھانا اسی کا کام ہے۔ گو والد کا ان مصیبتوں کے جھیلنے میں اتنا حصہ نہیں۔ جتنا کہ والدہ کا ہے۔ لیکن اس کا اپنی بیوی کے تعلق کی وجہ سے جو دنیا کے قریباً سب تعلقوں سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ بہی خاصہ حصہ مصیبتوں کا اپنے سر پر لیتا ہے۔ اور اس فطری محبت کی وجہ سے جو قدرت نے ودیعت کر دی ہے۔ وہ بھی ایک بے غرضی اور سچی محبت اور خیر خواہی کا ایک بے نظیر نمونہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک سچے مذہب کا یہ فرض ہے۔ کہ انسان کو اس کے فرائض یاد دلائے۔ جو اس کو اس کے والدین کی طرف ہیں۔ اگر مذہب اس کی طرف توجہ نہیں دلاتا۔ تو ایک سخت کمی کا محتاج ہے۔ اور اگر کوئی مذہب ایسی تعلیم دے جس سے اولاد کو والدین کے فرائض سے سبکدوش کیا جائے۔ تو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ایسا مذہب فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ اور خالق فطرت کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کسوٹی پر جب ہم اسلام کو پرکھتے ہیں۔ تو کندن پاتے ہیں۔ قرآن شریف ہمیں سکھلاتا ہے۔ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اگر والدین میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں۔ تو ان کے آگے ہوں بھی نہ کرنا۔ اور نہ ان کو جھڑکنا۔ اور ان سے کچھ کہنا سننا ہو۔ تو ادب کے ساتھ کہنا سننا۔ اور محبت سے خاکساری کا پہلو ان کے آگے جھکائے رکھنا۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا۔ کہ اے میرے پروردگار جس طرح انھوں نے مجھ چھوٹے سے کو پالا ہے۔ اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تو بھی ان پر اپنا رحم کیجو۔ یہاں موٹی موٹی پانچ باتیں حکماً فرض کی گئی ہیں۔ اول انسان پر فرض ہے۔ کہ والدین کے ساتھ احسان کرے انہوں نے اس پر بڑے احسان کئے ہیں۔ وہ ایک طرح کے اس کے لئے چھوٹے رب ہیں۔ پیدا کرنے پالنے اور تربیت کرنے میں۔ دوم۔ ان کے سامنے اور تو اور اُف تک نہیں کرنی۔ ایسی فرمانبرداری فرض کر دی گئی ہے۔ تیسرے ان سے سخت کلامی سخت منع ہے۔ چوتھے ہر وقت ان کا ادب ملحوظ رکھنا۔ پانچویں تمام مذاہب کا خلاصہ اور نچوڑ دعا ہے۔ ان کے لئے حکماً کہدیا ہے۔ کہ دعا کرو۔ پیغمبر ماں باپ فدا ہوں رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر آپنے وہ دعا بھی فرما دی ہے۔ اور ہر نماز میں کئی دفعہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ربنا اغفرلی ولوالدی۔ اے میرے رب مجھے مغفرت عطا کرو۔ اور میرے ماں باپ کو بھی۔ اور قرآن شریف نے کہدیا ہے۔ ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ اے میرے پروردگار جس طرح انھوں نے مجھ چھوٹے سے کو پالا ہے۔ اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں۔ تو بھی ان پر اپنا رحم کیجو۔

پھر اللہ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علے وھن وفصالہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں تاکید کی۔ کہ ہر حال میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔ اس کی ماں نے جھٹکے پر جھٹکے اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا۔ اور پیٹ میں رکھنے کے بعد کہیں دو برس میں جا کر اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ اسی لحاظ سے ہم نے انسان کو حکم دیا ہے۔ کہ ہمارا بھی شکر گذار رہے اور اپنے والدین کا بھی اور آخر کار ہماری طرف ہی سب کو لوٹ کر آنا ہے۔ اس جگہ جہاں ان کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ خدا کا شکر بجا لائے۔ وہاں ساتھ ہی حکم ہے۔ کہ والدین کا بھی شکر ادا کرے۔ کیونکہ جو شخص کسی اپنے محسن کا شکر ادا نہیں کرتا۔ تو وہ اس محسن حقیقی کا کب شکر ادا کریگا۔

بعض والدین کو حقیقی علم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس ناواقفیت کی وجہ سے وہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق سمجھ کر اس فطری محبت کی وجہ سے اپنے بچوں کو اس ناحق کی طرف لانا چاہتے ہیں جسکو وہ حق سمجھے بیٹھے ہیں۔ ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔ خدا کی نافرمانی میں ان کی اطاعت نہ کرو۔ لیکن خبردار دنیا میں ان کی رفاقت نہ چھوڑنا۔ اور نیک سلوک کرتے رہنا۔ یہ عذر ہرگز صحیح نہیں کہ چونکہ وہ مشرک ہیں۔ اور شرک کیطرف بلاتے ہیں۔ لہٰذا انسان تمام احسانات سے سبکدوش ہو گیا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

حدیث شریف میں اکثر جگہ آیا ہے۔ کہ والدین کے بڑے حقوق ہوتے ہیں چنانچہ نبی کریم فرماتے ہیں۔ الجنۃ تحت اقدام امھاتکم۔ یعنی جنت تو تمھاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ان کی خدمت کرو۔ اگر جنت لینا چاہتے ہو

اس فطری تقاضے کے پورا کرنے کے لئے یہ تو اسلامی تعلیم ہے

مگر اس کے مقابل جب انجیلوں میں حضرت یسوع مسیح کی تعلیم کو دیکھتے ہیں تو معاملہ بالکل برعکس پاتے ہیں۔ ساری عمر میں آپنے ایک دعا سکھلائی اور وہاں بھی روٹی مانگنے پر زور دیا۔ والدین کے لئے یا کسی اور کے لئے دعا کرنا بالکل ندارد۔ اشارہ تک بھی نہیں۔ ایک مادر پدر آزاد کہہ سکتا ہے۔ کہ چونکہ انجیل میں خدا و یسوع کا کوئی حکم نہیں۔ اس لئے مجھ پر کوئی حق نہیں۔ کہ میں والدین کی خدمت کروں۔ یا ان سے حسن سلوک سے پیش آؤں مجھ کو پالا پرورش کیا۔ تو اپنی شہوت رانی پوری کرنے کے لئے جیسا کہ بعض فلاسفروں کا مذہب ہے۔ کہ ماں باپ کا اولاد پر کوئی حق نہیں۔ اس کے برخلاف قرآن شریف میں تمام قسم کے دلائل سے انسان کو توجہ دلائی گئی ہے۔ اس کی فطرت کو ابھارا ہے عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ صحیح جذبات کو اپیل کی ہے۔ اور حکماً کہدیا ہے۔ کہ جب صورت معاملہ یہ ہے۔ تو اے انسان تجھ پر یہ خدا کی طرف سے یہ فرض کیا جاتا ہے۔ کہ ان سے حسن سلوک کرو۔ جہاں لوگ اکٹھے رہتے ہیں۔ کبھی نہ کبھی کوئی بات طبیعت کے خلاف ہو جاتی ہے۔ اور جھگڑا یا رنجش کا موجب بن جاتا ہے۔ مگر اولاد کیلئے اسلامی حکم ہے۔ کہ اف تک نہ کرو۔ ہوں تک نہ کرو ادب ہر حالت میں ملحوظ رکھو۔ ایک نادان ادب کے معنے کچھ کے کچھ کر سکتا تھا۔ صاف کہدیا۔ کہ دیکھو کبھی اُف تک منہ سے نہ نکلے۔ دنیا میں ان کے

بہت تقید فرمائی ہے۔ اور ان کی بات ردنہ کرو۔ یہانتک کہ جہاں شرک کا معاملہ آیا ہے وہاں بھی کہدیا ہے۔ کہ گو اس معاملہ میں ان کی فرمانبرداری نہیں کرنی۔ لیکن صاحبہما فی الدنیا معروفا۔ جیسا اچھے لوگوں کا دستور ہے پسندیدہ طور پر اور احسن طرز سے ان کی خدمت میں لگے رہو۔ بلکہ یہانتک کہدیا۔ کہ اگر جنت چاہتے ہو۔ تو ماں کی خدمت کرو۔ اس کے قدموں کے نیچے اس کی رضا میں تمام دنیا اور آخرت کی خوشیاں رکھی ہیں۔ مگر انجیل یہاں بالکل ساکت ہے۔ حالانکہ تمام طومار عیسائی مذہب کا اس بنیاد پر ہے۔ کہ خدا باپ ہے۔ خدا محبت ہے۔ اس کی محبت نے چاہا۔ کہ دنیا کی نجات ہو۔ اس لئے اس نے اپنا اکلوتا بیٹا قربان کر دیا مگر دنیا میں لوگوں نے رہنا ہے۔ اور یہی مزرع الآخرۃ ہے۔ یہاں ہم کس طرح اپنے والدین سے پیش آئیں۔ انجیل یا یسوع مسیح کا کوئی قول ہمیں رہبری نہیں کرتا۔ ہاں اس کے برخلاف ایک واقعہ ہے۔ جس سے نتیجہ نکالنے والا نکال سکتا ہے۔ کہ والدین ایک لغو چیز ہیں۔ ان کی کوئی ضرورت نہیں حضرت مسیح کی والدہ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ آپ کی جو خدمت انھوں نے کی ہے اس کی انجیل بھی شاہد ہیں۔ یہاں تک کہ واقعہ صلیب کے بعد بھی بچاری نے یسوع مسیح کا دامن نہ چھوڑا۔ اور قبر پر جا کر بیٹھ گئی۔ اسی لئے تو بعض عیسائیوں کو اسے معاذ اللہ خدا کی جورو ماننا پڑا اور رومن کیتھولک والے اب تک اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اس کے بت اور مجسمے نصب کرواتے ہیں۔ اور گرجوں میں رکھتے ہیں۔ اور ہولی ورجن مقدس کنواری کہتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ اور اس کے دوسرے لڑکے یعنی حضرت یسوع مسیح کے بھائی آپ سے ملنے کی خاطر آئے۔ جس محبت سے ماں اور بھائی آپ سے ملنے آئے۔ وہ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جنکو ایسے تعلقات دنیا میں پڑتے ہیں۔ مگر یسوع مسیح ۔ اس طرح پیش آتے ہیں گویا حضرت مریم صدیقہ آپ کی والدہ ہی نہیں۔ اور باقی آپکے بھائی ہی نہیں چنانچہ دیکھئے انجیل متی باب ۱۲ آیت ۴۶ سے لیکر ۵۰ تک۔ جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا۔ تو دیکھو اس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے۔ اور اس سے یہ باتیں کرنا چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے کہا۔ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ اور تجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں اس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی۔ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پہ چلے وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے۔" یہی واقعہ دوسری اناجیل میں بھی مذکور ہے۔ دیکھو مرقس ۳-۳۱-۳۵- لوقا ۸: ۱۹-۲۱) یہ ہے حضرت مسیح کا سلوک اپنی والدہ اور بھائیوں سے اس سے ایک حق شناس سمجھ سکتا ہے کہ کونسا مذہب فطرت صحیحہ اور سلیمہ کے مطابق ہے۔ اور کون فطرت کے خلاف واقع ہوا ہے +

میرا مولا

اس صانع جہاں کی عجب بارگاہ ہے
جس کی طرف شکستہ دلوں ہی کو راہ ہے
غیروں سے حق کے عشق و محبت گناہ ہے
اوروں پہ جو فدا ہے بحال تباہ ہے
پر عیب ہیں یہ دلربا حسینان روزگار
منہ ان کا چاند سا ہے مگر دل سیاہ ہے
کانٹے ہیں اُن کے ساتھ ہزاروں لگے ہوئے
ان خوشنما گلوں سے خدا کی پناہ ہے
ہے آخرت کا عیش فقط عیش جاوداں
دنیا کا چار روز کا یہ عیش و جاہ ہے
معبود دوسرے جو بنے ہیں پر عیب و مبتذل
بس بے نظیر ایک ہمارا الٰہ ہے
محبوب وہ ہے جسکی محبت میں ہو فلاح
چاہ الم میں غرق کرے کیا وہ چاہ ہے
سورج ہو آسماں ہو ستارہ ہو کوئی ہو
اس کے مقابلہ میں وہ گویا کہ کاہ ہے
کرتا نہیں ہے ترک محبت وہ باوفا
ہرگز وہ بیوفا نہیں ایسی نباہ ہے
ہیں ایک وقت میں خدا کے عجائبات
مرتا ہے کوئی اور کوئی کرتا بیاہ ہے
ہیں اور راستے تو پر از پیچ و پر خطر
سیدھی وہ بے خطر میرے مولا کی راہ ہے
گھٹتا ہے گاہ بڑھتا ہے یہ داغدار چاند
جس میں نہیں ہے عیب ہمارا وہ ماہ ہے
وہ بھی تو اس جناب کا ادنیٰ فقیر ہے
شاہی کے تخت پر جو یہاں بادشاہ ہے
سچا یقین پھاڑتا ہے پردہ شک
عاشق وہ کیا بنیگا جسے اشتباہ ہے
شیطان کے راستہ میں نہ کر خرچ مال کو
غافل یہ چار روز کی بس واہ واہ ہے
اسواسطے نظر میری جمتی نہیں کہیں
مولا کی میرے سب سے بڑی بارگاہ ہے
دنیا کے دوستوں کا بھی احوال ہے عجب
دشمن یہ اس کے ہوتے ہیں جو خیر خواہ ہے
ایدل خفا نہ ہو تو تعجب نہ کر ذرا
دستور ہے جہاں کا یہ دنیا کی راہ ہے
کر رحم کی نظر میرے مولا میری طرف
حاضر تیری جناب میں یہ عذر خواہ ہے
ناصر وہ کارساز ہے قادر ہے کریم
یہ اضطراب اور یہ قلق خواہ مخواہ ہے

دیوبند

ظلم کا تیرے پیالہ ہے لبالب دیوبند
باز ہٹ دھرمی سے آ بہر خدا اب دیوبند
غور کر دل میں ذرا آیات قرآں کا جواب
گالیاں دینا ہوئی تجھ کو روا کب دیوبند
یہ گماں مت کر کہ تیری بد کلامی ہے معاف
اک جہاں دیکھے گا پائیگا سزا جب دیوبند
جبہ و دستار کی ساری حقیقت کھل گئی
احمدیوں سے پڑا پالا تھا جب دیوبند
اب آویگا مقابل میں کوئی دیو قبیح
کردئیے ہم نے خدا کے فضل سے سب دیوبند
مرگئے مدت ہوئی حضرت مسیح ناصری
صاف قرآں میں لکھا سمجھے گا تو کب دیوبند
موت عیسیٰ مان لے یا اس کی ثابت کر حیات
کب تلک یوں ہی رہیگا تو مذبذب دیوبند
کھول آنکھیں دیکھ آیا سر پہ تیرے آفتاب
خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو اب دیوبند
معرفت جبتک نہ ہو تجھ کو امام وقت کی
کام آئیگا نہ یہ آبائی مذہب دیوبند
مطلع انوار حق نے بنایا قادیاں
تو ہے اک ظلمات یا تاریکئے شب دیوبند
عبدخالق کی دعا ہے درد دل روز و شب
احمدیت سے مشرف ہوئے یا رب دیوبند

(آپکا ناچیز خادم عبدالخالق از مظفر نگر)

خطبۂ جمعہ

۳۱ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصری والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ سورۂ بقرہ ع ۷ پر پڑھا۔

فرمایا ۔ یہ ایک رکوع کا ٹکڑا ہے میں بہت سوچ سوچ کر تھک جاتا ہوں ۔ کہ میں اپنی بات کن لفظوں میں کہوں ۔ جو دل میں اتر کرے ۔ میں دیکھتا ہوں ۔ بہت لوگ ایسے ہیں گویا ہماری بات سنتے ہی نہیں ۔ اور ان کے کان حق سے کبھی آشنا نہیں ہوئے میں نے ایک لڑکے سے پوچھا ۔ سبق کہاں سے شروع ہو گا ۔ اس نے کہا ۔ ایرس ہو گئے میں درس میں آتا ہوں ۔ مگر کبھی سنا نہیں ۔ اس کے پاس ایک اور بیٹھا تھا ۔ اس سے پوچھا ۔ تو اس نے کہا ۔ وعلیٰ ھذا القیاس ۔ میں نے کہا ۔ خیر عربی تو تمہیں آتی ہے ۔ تم تو شاید اس درد کو نہیں سمجھ سکتے ۔ مگر میں خوب سمجھتا ہوں اگر کوئی باپ لڑکے کو دس برس تک نصیحت کرے ۔ اور وہ اس کے جواب میں ایک ۔ واہ کہدے ۔ میں نے آپ کی کوئی بات نہیں سنی ۔ خیر میرا کام سنانا ہے ۔ یہاں تین باتوں کا ذکر آیا ہے ایک تو یہ کہ اسلام کے بعد دوسروں کے ساتھ تعلقات کیسے ہوں ۔ دوم ایمان کے بعد ہمارا عملدر آمد کیسا ہو ۔ سوم یہ کہ اگر کہا نہ مانو گے تو حال کیا ہو گا ۔

فرماتا ہے جو لوگ کسی قسم کے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں خواہ دہریہ ہی ہوں ۔ غرض پابند ہوں کسی چیز کے کسی اصل کے پیرو خواہ یہودی ہوں ۔ یا عیسائی ہوں یا صابی ۔ جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرۃ پر ایمان لاتا ہے ۔

ان دو باتوں کا ذکر اس لئے کیا ۔ کہ ایمان کی جڑ اللہ پر ایمان ہے ۔ اور ایمان منتہیٰ آخرۃ پر ایمان ۔ اور جو آخرۃ پر ایمان لاتا ہے اس کا نشان بھی بتا دیا ۔ کہ (والذین یؤمنون بالآخرۃ یؤمنون بہ وھم علیٰ صلوتھم یحافظون ۔) وہ ایک تو تمام قرآن مجید پر ایمان لاتا ہے ۔ دوم اپنی صلوۃ کی محافظت کرتا ہے ۔ آج ہی ایک نوجوان سے میں نے پوچھا ۔ نماز پڑھتے ہو ۔ اس نے کہا ۔ صبح کی نماز تو معاف کرو ۔ (بھلا میرا باوا معاف کرنے والا ہے) باقی پڑھتا ہوں ۔ یہ مومن کا طریق نہیں ہے ۔ ایک مقام پر فرمایا افتؤمنون ببعض الکتب ۔ وتکفرون ببعض

پس تمام کتاب پر ایمان وعمل موجب نجات ہے ۔ اس آیت میں اللہ نے بتا دیا ہے ۔ کہ ایک ہندو ایک عیسائی ایک چوہڑا ایک چمار جب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے ۔ اور یوم الآخرۃ کا قائل ہو جاتا ہے ۔ تو وہ مسلمان بنتا ہے ۔ پھر تم سب ایک ہو جاتے ہو ۔ یہ اخوت اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں ۔ میں نے دیکھا ہے ۔ کہ شرفاء ۔ حکماء ۔ غرباء ایک صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں ۔ اس فرمانبرداری کا نتیجہ یہ بتا دیا ۔ کہ وہ لا خوف ولا یحزن زندگی بسر کرتا ہے ۔ ایک پہاڑ ہے جسکا نام حرا ہے ہماری سرکار سے بھی اللہ نے کلام کیا ۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ سے بھی ایک پہاڑ پر کلام ہوا ۔ جسکا نام طور ہے ۔ ورفعنا فوقکم الطور کے معنے ہیں ۔ کہ اس کے دامن میں سب قوم کو کھڑا کیا ۔ جیسے بولتے ہیں ۔ لاہور شہر راوی کے اوپر ہے ۔ ایسا ہی ہجرت کی ایک حدیث میں ہے ۔ فرفع لنا الجبل تو اس کے یہ معنے نہیں ۔ کہ پہاڑ اکھیڑ کر نبی کریم صلعم کے اوپر رکھ دیا گیا ۔ خذوا ما آتینکم بقوۃ ۔ جیسے بنی اسرائیل کو توراۃ محکم پکڑنے کا حکم تھا ۔ ایسا ہی ہمیں قرآن مجید کے بارے میں حکم ہے ۔ اگر مانو گے ۔ تو فائدہ ہو گا ۔ اور اگر نہ مانو گے ۔ تو گھاٹا ہی گھاٹا ہے ۔ عورتوں کا بڑا حصہ تو قرآن سنتا ہی نہیں ۔ امیر بھی بدبختی سے قرآن نہیں سن سکتے ۔ نہ جماعت نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ زمینداروں کو فرصت نہیں ۔ فصل خریف سے فراغت پا کر کماد پیڑنے کا موسم آ جائیگا ۔ پھر ہم سے سوال کئے جاتے ہیں ۔ کہ سفر میں روزہ معاف ہے ۔ تو لڑائی کے موقعہ پر بھی کر دیجئے ۔ حالانکہ میں ایسا مجتہد نہیں ۔ تمہیں دنیا میں خبر ہے یہود نے کیا کیا ۔ انہوں نے سبت (خواہ ہفتہ میں ایک دن عبادت کا اس کے معنے کرو ۔ خواہ آرام کے معنے لو) میں بے اعتدالی کی ۔ آرام میں آسودگی تھا انسان اپنے مولیٰ اپنے حقیقی محسن کو بھول جاتا ہے ۔ میں نے اپنی اولاد کے لئے بھی دولت کی دعا نہیں کی ۔ اس اعتداء کی پاداش میں ان کو ایسا ذلیل کیا ۔ جیسے بندر ۔ کہ قلندر کے نچانے پر ناچتا ہے ۔ یہی حال آج کل مسلمانوں کا ہے ۔ ان کا اپنا کچھ بھی نہیں ۔ انگریزوں کے نچانے پر ناچتے ہیں ۔ جو لباس ان کا ہے ۔ وہی یہ اختیار کرتے ہیں ۔ جو فیشن وہ نکالتے ہیں ۔ جو ترقی کی راہ بتلاتے ہیں بلا سوچے سمجھے اس پر چل پڑتے ہیں ۔ ایسی حالت میں کب لا خوف لا یحزن ہو سکتے ہیں ۔ یہ حالت کیوں ہوئی ۔ اسلئے کہ خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا ۔

میرے پیارو ! تم خدا کی کتاب پڑھو ۔ اس پر عمل کرو ۔ اس سے زیادہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا ۔ بہت زور مارا ہے

منشی علم دین صاحب پٹواری جو کہ جماعت علی شاہ علی پوری کے مرید تھے انہوں نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کر لی ہے ۔ ۔ متوال تحصیل شکرگڑھ (ضلع گورداسپور)

(بقیہ از صفحہ نمبر ۹ سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۱)

اسی سے تمہیں سب کچھ مل جائیگا ۔ کیا یہ درست نہیں کہ بجائے اس کے کہ ہم ان فضول اور چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں پڑ کر اپنے اوقات عزیز کو ضائع کریں ۔ خود اس قوم کو ہی مسلمان بنا کر اپنی سیاسی اہمیت بہت زیادہ بڑھالیں ۔ جس سے کہ ہم آج بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کیلئے برسر پرخاش ہیں ۔

صحابہ کرام رض کے حالات کو ملاحظہ کرو ۔ انہوں نے کس جانفشانی سے اشاعت اسلام کے کام کو سر انجام دیا ۔ اور کبھی بھی اس مقصد کو ہاتھ سے کھو کر سیاست میں کسی سے بڑھنے کی خواہش نہ کی پھر کیا وہ اس سے محروم رہے ؟ ہرگز نہیں ۔ بلکہ وہ تو اس سیاست کے مالک ہوئے ۔ کہ جو کبھی دنیا کے کسی بادشاہ کے بھی خواب خیال میں نہیں آئی ۔ لیکن یہ صرف اس جانفشانی اور تن دہی کا نتیجہ تھا ۔ جو کہ انہوں نے اشاعت اسلام کیلئے کی ۔ وہ فضول جھگڑوں میں پڑ کر اپنے گراں بہا وقتوں کو ضائع نہ کرتے تھے ۔ بلکہ جب کبھی کوئی جھگڑا ان میں ہو بھی جاتا تھا ۔ تو ان میں کا ایک گروہ اسوقت بھی ایسا نکل آتا تھا ۔ جو کہ ان باتوں سے الگ تھلگ ہو کر اشاعت اسلام کے مقدس کام کیلئے نکل کھڑا ہوتا تھا ۔ جانتے ہو ۔ کہ یہ کابل کس نے فتح کیا تھا ۔ صرف انہی دس آدمیوں نے جو حضرت علی رض اور معاویہ رض کے جھگڑے سے الگ ہو کر اس ملک میں چلے آئے ۔ اور پٹھانوں جیسی اکھڑ قوم کو اپنا امام بنا لیا ۔ آہ مجھے ان کی وہ قربانیاں کبھی نہ بھولینگی ۔ جو انہوں نے اپنے وطن مالوف کو چھوڑنے ۔ بھائی بہن اور خویش و اقارب سے جدا ہونے میں کیں ان میں ایک بھائی کی قبر اگر چین میں ہے ۔ اور دوسرے کی افریقہ کے شمال میں ۔ انہوں نے باوجود ان تمام سامانوں کے مہیا نہ ہونے کے جو ریل تار ڈاکخانہ وغیرہ کی صورت میں آج ہمیں میسر ہیں ۔ وہ کام کیا ۔ جسکا عشر عشیر بھی ہم ابھی تک سر انجام نہیں دے سکے ۔ اور یہ انہی کی پاک کوششوں کا طفیل ہے ۔ کہ آج ہم بڑے فخر سے اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں ۔ پھر اس کے ساتھ ان کی روحانیت .... لیکن آج ہماری کیا حالت ہے ۔ وہی کہ نہ ناچونگی اور نہ ناچنے دونگی خود تو کچھ کرتے کراتے نہیں ۔ بلکہ فضول بحثوں میں پڑ کر عذاب عظیم کے مستحق ہوتے ہیں ۔ اور دوسروں کو جو ان باتوں سے الگ ہو کر ارشاد الٰہی کے ماتحت صحابہ رض کے تذکرۃ الصدر نمونہ پر قائم ہو کر اپنے اہل و عیال اور خویش سے جدا ہو کر وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر اشاعت کے مقدس کام کا بیڑا اٹھاتے ہیں ۔ ان کی راہ میں رخنے ڈالتے اور روڑے اٹکاتے ہیں ۔ ہماری جماعت کے کئی آدمی اشاعت دین کی غرض سے دیگر ممالک میں گئے ہیں ۔

(الحمد للہ) اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔ مگر ہمارے مخالفان بد پھر بھی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں اخبارات نے خواجہ صاحب کی ذات پر حملہ کیا ہے۔ ہم ان لوگوں کو اول تو لعنت اللہ علیہ کاذبین کا وعید سناتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ اگر خواجہ صاحب اول ایسے ہی تھے جیسا تم بتاتے ہو۔ تو بھی وہ خوش قسمت ہیں۔ کہ انہوں نے نیکی کی طرف ترقی کی۔ صحابہ کا کمال بھی تو یہی تھا۔ کہ عرب کی ناشائستگی سے نکلکر اسلام کی تہذیب کی طرف آگئے۔ پھر خواجہ صاحب پر کیا اعتراض ہے۔

الغرض آج ہمارے لئے اگر کوئی نصب العین ہونا چاہئے جس پر قائم ہو کر ہم کامیابی کا منہ دیکھیں۔ اور حقیقی فلاح و کامیابی کے وارث بن جائیں۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ ہم اشاعت اسلام کے کام میں پورے زور سے کمر بستہ ہو کر لگ جائیں۔ ....

....

.... پس دوستو! اٹھو کمر ہمت کو باندھو۔ اور نہ صرف اخباروں رسالوں وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ سے بلکہ اپنے عملی نمونہ سے بھی غیروں کو دین اسلام کا حلقہ بگوش بناؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ ہماری خیر نہیں۔

(خاکسار دوست محمد از لاہور)

ضرورت ہے

ہمارے ورکشاپ کے لئے ایک اول درجہ کے مستری کی ضرورت ہے۔ جو کہ انجنوں کا کام بخوبی جانتا ہو۔ اور زراعت کے متعلق ہر قسم کی مشینوں کا بھی علم رکھتا ہو۔ قابل آدمی کو معقول تنخواہ دی جاویگی۔ ہر ایک درخواست کنندہ کو اپنی درخواست کے ساتھ سندات کی نقل بھیجنی چاہئے۔ نیز درخواست میں اس امر کی تصریح ہونی چاہئے۔ کہ وہ کم از کم کس قدر تنخواہ منظور کر سکیگا۔ جو امیدوار راقم الحروف سے ملاقات کرنے آئے گا۔ اس کو آمدورفت کا خرچ خود برداشت کرنا پڑے گا۔

(۲) ہمارے ڈپو کیلئے پختہ اینٹیں درکار ہیں۔ اس لئے ایک ایسے ٹھیکہ دار کی ضرورت ہے۔ جو بھٹہ کا کام شروع کر کے یہاں کیلئے اینٹیں بنائے۔

پس جو صاحب یہ ٹھیکہ لینا چاہیں۔ وہ جسقدر جلدی ہو سکے۔ راقم سے ملاقات کریں۔ درخواستیں مفصلہ ذیل پتہ پر ہوں۔ کپتان ڈی وانیر مین سپرنٹنڈنٹ ریمونٹ ڈپو موٹا پنجاب۔

چشمہ معرفت

یہ بے نظیر کتاب حضرت اقدس نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں لکھی ہے۔ آریوں نے جو اصول کسی مذہب کی صداقت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ان پر ایک سیر کن بحث کی ہے۔ اور آریہ مذہب کے عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے۔ اور آخر میں سکھوں کے گورو کے اصل مذہب کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور اس میں ایک طالب حق کیلئے کافی دلائل جمع کر دیئے ہیں۔

قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ ۔ عہ

حقیقۃ الوحی

اس کتاب بیچ بہت بڑے امر کی ہے۔ حضور نے سچے اور جھوٹے الہام میں مابہ الامتیاز بتایا ہے۔ اور اپنی کئی سو پیشگوئیاں شواہد کے ساتھ مشرح و مفصل ارقام فرمائی ہیں۔ جن کو پڑھ کر ایک مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور منکر عنید پر حجت برہنہ قائم ہوتی ہے۔

قیمت صرف للعہ ۔ چار روپے

قادیان کے آریہ اور ہم

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ جو آیات بینات سے پر ہے اس میں اپنی بعض پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ اور اس میں ایک نہایت لطیف نظم بھی ہے۔

قیمت ۳ر ۔ تین آنہ

ست بچن

اس کتاب میں حضور نے گورو نانک صاحب کا مذہب اسلام ثابت کیا ہے۔ اور اس کے لئے ان کے اشعار سے اور چولہ سے اور اس قسم کے دیگر شواہد سے کافی ثبوت بہم پہونچایا ہے۔

قیمت گیارہ آنہ ۔ ۱۱ر

مسیح ہندوستان میں

اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ مسیح بن مریم واقعہ صلیب سے بچکر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کہاں تک پہونچے تو اس کتاب کو پڑھیئے۔ جو تاریخی ثبوتوں کے ساتھ مزین ہے

قیمت ۲ر (دو آنہ)

کشتی نوح

حضرت امام الزماں کی تعلیم کہ کن باتوں پر چلنے سے ایک احمدی سچا احمدی بن سکتا ہے۔ اور حضور کے دعوے کا ثبوت قابل دید و قابل اشاعت ہے۔ احباب کو ہر روز پڑھنی چاہئے۔

قیمت ۲ر

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے۔ سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ وہ اشعار جو ایک دردبھرے دل سے نکلیں۔ ان میں جو رقت و سوز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولا کی الفت و محبت میں لکھے جاویں ان کا اثر تو جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپنے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں۔ وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرماویں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے۔

قیمت صرف ۴ر چار آنے۔

مرہم عیسیٰ

ہر قسم کے زخموں چوٹوں پھوڑوں پھنسیوں۔ بواسیر وغیرہ کے لئے۔ نہایت مفید ہے یہ وہی مرہم ہے جو حواریوں نے حضرت مسیح کے زخموں کے لئے تیار کی تھی ہر گھر میں ایک ڈبیہ کا رہنا ضروری ہے۔ قیمت چھوٹی ڈبیہ ۱۲ار ۔ بڑی کا عہ ۔

مفرح یاقوتی ۔ نہایت ہی مقوی دماغ اور مفرح دوائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کی تعریف فرمائی ہے۔ سینکڑوں سرٹیفکیٹ مستند اور معتبر اطباء و اعیان کے موجود ہیں دماغی محنت کرنیوالوں کیلئے ازبس مفید ہے۔ ایک دفعہ منگوا کر تجربہ کریں قیمت فی ڈبیہ چار روپے للعہ

تمام درخواستیں بنام منیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہوں